عقیدہ' وضو' رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نماز' نماز جنازہ' اور حج وعمرہ وزیارت کے مسائل

تالیف

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

ناشر

مؤسسۃ بن باز خیریہ۔ ریاض۔ سعودی عرب

مسائل عقیدہ

اوررسول اللہ ﷺ کا طریقۂ نماز

نماز جنازہ اوروضو کا طریقہ

تقدیم

سلسلۂ ملفات ورسائل سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ

مسائل عقیدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقۂ نماز

نماز جنازہ کا طریقہ

وضو کا طریقہ

مسائل حج وعمرہ اور زیارت کی توضیح وتشریح

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه، ومن سار على نهجه إلى يوم الدين۔ أما بعد!

علمی کمیٹی مؤسسہ بن باز خیریہ کے لیے یہ علمی مجموعہ نشر کرنا باعث مسرت ہے، یہ دراصل اس علمی ورثے کی ایک کڑی ہے جو سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو جزائے خیر دے جس نے اس علمی مادے کو جمع کرنے اور موجودہ مرحلے تک پہنچانے میں کوشش کی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علمی کاوش کو نفع بخش بنائے اور ہمارے شیخ مرحوم کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور ہمیں آخرت میں جنت فردوس میں ان کی رفاقت عطا فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

علمی کمیٹی

مؤسسہ بن باز خیریہ

عقیدے کے مسائل

شروط ''لا الٰہ الا اللہ'' اور اس سے لاعلمی کے نقصانات

/مجموع فتاویٰ سماحۃ الشیخ ابن باز :1/429-432۔

سوال: دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ عموماً جن کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے وہ لا الہ الا اللہ کے معنی تک سے نابلد ہوتے ہیں، اپنی اس جہالت کی وجہ سے وہ کچھ اس طرح کے امور میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو کہ کلمہ توحید کے سراسر منافی اور برعکس ہوتے ہیں۔ برائے مہربانی لا الہ الا اللہ کا صحیح مفہوم ،شرائط اور تقاضے بیان کیجیے۔

جواب: بے شک کلمہ توحید ''لا الٰه الا الله محمد رسول الله '' یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ دین اسلام کی اساس اور ارکان اسلام میں سے پہلا رکن ہے۔

صحیح حدیث میں نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

'بُنِیَ الإسلام علی خمس شهادة أن لا إله إلا الله و أن محمدا رسول الله، و إقام الصلاة، و إيتاء الزكاة، و صوم رمضان، و حج البيت'

’’اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید (وحدانیت کی گواہی دینا) نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج بیت اللہ کرنا۔‘‘

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو فرمایا:

’إنک تأتی قوما من أهل الکتاب، فادعهم إلی أن یشهدوا أن لا إلٰه إلا الله، وأنی رسول الله، فإن أطاعوک لذلک فأعلمهم أن الله افترض علیهم خمس صلوات فی الیوم و اللیلة، فإن أطاعوک لذٰلک فأعلمهم أن الله افترض علیهم صدقة، تؤخذ من أغنیائهم فترد فی فقرائهم‘

’’اے معاذ تم ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں تو تم سب سے پہلے انھیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جب وہ تمھاری یہ بات مان لیں تو انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے رات اور دن میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اگر وہ تمھاری یہ بات بھی مان لیں تو انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور انھی کے غریبوں میں تقسیم کی جائے گی۔‘‘ W

/متفق علیہ۔

اس ضمن میں اور بھی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

کلمہ لا الہ الا اللہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

وہی معبود برحق ہے۔ یہ کلمہ ہر کسی سے سچی بندگی کی نفی کرتا ہے اور بندگی صرف اللہ کے لیے

ثابت کرتا ہے۔

ارشاد باری ہے:

{ذَلِکَ بِأَنَّ اللهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَطِلُ}

''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہ سب باطل ہیں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں''۔

(الحج:62)

سورۃ مومنون میں اللہ تعالی فرماتے ہیں:

{وَمَن يَدْعُ مَعَ اللهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَنَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَفِرُونَ}

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ (لاریب) ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔''

(المومنون:117)

سورۃ بقرہ میں فرمایا:

{وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ}

''تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے' اس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے''۔

(البقرۃ:163)

سورۃ البینہ میں ارشاد باری ہے:

{وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَآ}

''اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں' اپنے دین کو اس کے لیے

خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر (نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں' یہی نہایت صحیح اور درست دین ہے)

(البینۃ:5)

مذکورہ مفہوم کی تائید میں کافی تعداد میں آیات موجود ہیں۔

کلمہ توحید لا اِلٰہ اِلا اللہ بہت عظیم کلمہ ہے' یہ اپنے پڑھنے والے کو اس وقت تک کفر وشرک کے دائرے سے نہیں نکالتا اور نہ ہی اسے کوئی فائدہ پہنچاتا ہے جب تک کہ وہ (اسے زبان سے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے معانی ومفہوم کو نہ سمجھے اور اس کے مطابق عمل نہ کرے اور (صدق دل کے ساتھ) اس کی تصدیق نہ کرے۔

منافقین بھی اس کلمے کو زبان سے تو ادا کرتے تھے لیکن انھیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ وہ تو بقول قرآن جہنم کے نچلے حصے میں ہوں گے کیونکہ وہ یہ کلمہ زبانی تو پڑھتے تھے لیکن اس پر دل سے ایمان نہیں لاتے تھے اور نہ اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ یہودی بھی کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ پڑھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ انتہا درجہ کے کافر قرار پائے کیونکہ وہ دل سے اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ اب بالکل اسی طرح اس امت مسلمہ کے وہ لوگ جو قبروں اور ولیوں کی عبادت کرتے ہیں وہ دراصل کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

وہ زبان سے تو یہ کلمہ ادا کرتے ہیں لیکن اپنے اقوال وافعال اور عقیدہ (افکار) سے اس کلمے کی صریح مخالفت کرتے ہیں۔ پس صرف زبان سے ادا کر لینے سے اس کلمے کا انھیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور نہ ہی صرف اس کی زبانی ادائیگی سے وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے اقوال و افعال اور عقائد میں بالکل اس کلمے کے الٹ چل رہے ہیں۔

بعض علماء نے اس کلمے کی آٹھ شرطیں گنوائی ہیں انھیں مندرجہ ذیل دو شعروں میں جمع کیا

گیا ہے۔

علم یقین و إخلاص و صدقک مع

محبة وانقیاد والقبول لھا

وزید ثامنھا الکفران منک بما

سوی الإلہ من الأشیاء قد الھا

”یعنی علم، یقین، اخلاص، صدق، محبت، تابعداری، قبولیت اور آٹھویں اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا انکار کرنا۔“

مذکورہ اشعار میں کلمہ توحید کی ساری شرطوں کا تذکرہ ہے۔

پہلی شرط: اس کے معنی کا علم ہونا (ایسا علم جو جہالت کے منافی ہو)

کلمۂ توحید پڑھنے والے کو اس کے معنی کا مکمل ادراک ہونا چاہیے۔

کلمہ کے معنی

اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق (عبادت کے لائق) نہیں اور اللہ کے علاوہ جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہیں۔

دوسری شرط: یقین (ایسا یقین محکم جو شک کو مٹا دے)

کلمۂ توحید پڑھنے والے کو چاہیے کہ اسے اس بات کا یقین ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی حقیقی اور برحق معبود ہے۔

تیسری شرط: اخلاص

اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی ساری عبادتوں کو صرف اور صرف اپنے رب کے لیے خاص کرے۔ اگر کسی نے اپنی عبادت کے کسی جزء کو بھی اللہ کے علاوہ کسی اور مثلاً: نبی، ولی، بادشاہ، جن یا بت یا کسی بھی ذات کے لیے ادا کیا تو اس نے گویا شرک باللہ کا ارتکاب کیا۔ اور اپنے اس عمل سے اس نے اس شرط (اخلاص) کو توڑ دیا اور اس کی نفی کی۔

چوتھی شرط: صدق (سچائی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ توحید کا زبانی اقرار کرنے والا اسے صدق دل سے صحیح سمجھ کر ادا کرے اور جو کچھ وہ زبان سے کہہ رہا ہے اس کا دل بھی اس کی تصدیق کرے۔ اس کے دل اور زبان میں مطابقت ہو۔ اگر کسی نے صرف زبان سے کلمہ ادا کیا لیکن اس کا دل اس کلمے کے معانی پر ایمان نہ لایا تو صرف زبان سے پڑھ لینے کا اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ منافقین کی طرح وہ بھی کافر ہی رہے گا۔

پانچویں شرط: محبت

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کلمۂ طیبہ کا پڑھنے والا اللہ سے محبت کرنے والا ہو۔ اگر کوئی زبانی اس کلمے کا اقرار تو کرے لیکن وہ اللہ سے محبت نہ کرتا ہو تو وہ بھی منافقین کی طرح کافر ہی رہے گا۔

اس ضمن میں کچھ دلائل پیش خدمت ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ}

’’اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔‘‘(آل عمران 31:3)

رب ذوالجلال کا یہ ارشاد ہے:

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ}

’’(مگر وحدت الٰہی پر دلالت کرنے والے ان کھلے کھلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے، حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔‘‘(البقرۃ 165:2)

چھٹی شرط: انقیاد (سر تسلیم خم کرنا)

اس کا معنی یہ ہے کہ بندہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرے اور اس کی شریعت پر ایمان لائے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرے اور دل و جان سے اسے حق سمجھے۔ اگر اس نے صرف زبانی اقرار کیا ہو لیکن عملاً عبادت صرف اللہ کے لیے خاص نہ کی اور نہ ہی اس کی شریعت کے سامنے جھکا بلکہ تکبر کیا تو ایسا انسان ابلیس کی طرح کافر ہے۔

ساتویں شرط: قبول کرنا

اس کا معنی یہ ہے کہ یہ کلمہ جن امور پر دلالت کر رہا ہے انھیں صدق دل سے قبول کیا جائے، مثلاً عبادت کو صرف اللہ کے لیے خالص کرنا اور اس کے علاوہ کسی کو عبادت کے لائق نہ سمجھنا۔

آٹھویں شرط: اللہ کے علاوہ تمام معبودانِ باطل کا انکار کرنا

اس کا معنی یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت سے براءت کا اعلان کرے اور اسے ناجائز و باطل سمجھے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ}

”جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“ (البقرة 2:256)

حدیث نبوی ہے:

’من قال لا إلٰه إلا الله، و كفر بما يُعبد من دون الله، حرُم ماله و دمه، و حسابه على الله‘

”جس نے لا إلٰہ إلا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ کے سوا تمام چیزوں کی عبادت سے انکار کیا، پس اس کا مال، خون (اس کلمے کے ادا کرنے کے ساتھ ہی) حرام ہے اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے:

’من وحّد الله، و كفر بما يُعبد من دون الله، حَرُمَ ماله و دمه‘

”جس نے صرف اللہ کو ایک جانا اور اس کے علاوہ باقی تمام چیزوں کا انکار کیا جن کی لوگ عبادت کرتے ہیں تو اس کی جان و مال حرام ہو گیا۔“ (أخرجه مسلم في صحيحه: 4)

پس تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اس کلمے کی مذکورہ شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے تقاضے پورے کریں۔

جس نے اس کے معنی و مفہوم (مقصود) کو سمجھا اور اس پر استقامت دکھائی پس وہ مسلمان ہے، اس کی جان و مال دوسروں پر حرام ہو گیا اگرچہ اسے اس کی شرائط کا تفصیلی علم نہ ہو اس لیے کہ مقصود حق بات کا علم اور اس پر عمل کرنا ہے۔

طاغوت سے مراد ہر وہ ذات ہے جس کی اللہ کے علاوہ بندگی و عبادت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ}

"جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں، اور اللہ (جس کا سہارا اس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔" (البقرۃ 256:2)

وہ لوگ جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی رہی لیکن انھوں نے لوگوں کو اپنی بندگی کا حکم نہیں دیا جیسا کہ انبیائ، فرشتے اور صالحین اور نہ ہی وہ اس پر راضی تھے ان کا شمار طاغوت میں نہیں ہوگا بلکہ شیطان نے لوگوں کو ان کی بندگی و عبادت کی طرف بلایا۔

رہے وہ اعمال جو کہ اس کلمۂ توحید لا إلہ إلا اللہ کے بالکل منافی اور اس کی ضد ہیں اس میں انسان کا ہر وہ قول، عمل یا اعتقاد شامل ہے جو اسے شرک اکبر میں مبتلا کر دے۔ مثلاً: مردوں، فرشتوں، بتوں، درختوں، پتھروں اور ستاروں کو پکارنا اور ان سے دعائیں مانگنا۔ ان کے لیے نذرو

نیاز اور سجدہ بجالانا۔

مذکورہ بالا تمام کام توحید کے سراسر منافی اور لا إلہ إلا اللہ کی ضد ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ وہ چیزیں جن کی حرمت پر سب کا اتفاق واجماع ہو، مثلاً: زنا، شراب نوشی، والدین کی نافرمانی، سود وغیرہ انھیں حلال وجائز سمجھنا۔

کلمۂ توحید کے منافی امور میں یہ بھی شامل ہے کہ ان تمام قولی اور عملی عبادات کا انکار کیا جائے جو دین کی بدیہیات میں سے ہیں اور ان کا واجب ہونا اجماع امت سے ثابت ہے۔ مثلاً: پانچ نمازیں، زکاۃ، رمضان کے روزے اور والدین کی فرمانبرداری، کلمۂ شہادت کی زبان سے ادائیگی وغیرہ۔

رہے وہ اقوال، اعمال اور اعتقادات جو ایمان اور عقیدۂ توحید کو کمزور کرنے والے ہیں اور اس کے کمال کے منافی ہیں تو یہ تعداد میں کافی زیادہ ہیں ان میں کچھ شرک اصغر ہیں، مثلاً: ریاکاری، غیر اللہ کی قسم کھانا یہ کہنا: اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا یا یہ کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور فلاں کی طرف سے ہے، وغیرہ۔

اس کے علاوہ عام گناہ بھی عقیدۂ توحید اور ایمان کو کمزور کردیتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ہر اس چیز سے بچا جائے جو ایمان اور عقیدۂ توحید کے منافی یا اس کے ثواب کو کم کرنے کا باعث ہو۔

ایمان اہل سنت والجماعت کے نزدیک قول اور عمل کا نام ہے جو کہ اطاعت گزاری سے بڑھتا ہے اور گناہ کرنے سے گھٹتا رہتا ہے۔

اس ضمن میں علماء کرام نے عقیدہ، تفسیر اور حدیث کی کتابوں میں کثرت سے دلائل ذکر کیے ہیں ذیل میں چند پیش کیے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ}

”جب کوئی نئی سورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض لوگ (مذاق کے طور پر مسلمانوں سے) پوچھتے ہیں کہ کہو تم میں سے کسی کے ایمان میں اس سے اضافہ ہوا؟ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورت نے) اضافہ ہی کیا ہے اور وہ اس سے دل شاد ہیں۔“(التوبة9:124)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ}

”سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔“(الأنفال8:2)

دوسری آیت میں کچھ یوں ارشاد فرمایا:

{وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى}

”اس کے برعکس جو لوگ راہِ راست اختیار کرتے ہیں اللہ ان کو راست روی میں ترقی عطا فرماتا ہے۔“(مریم19:76)

شرک باللہ کے معنی ومفہوم کی وضاحت

سوال: شرک سے کیا مراد ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے اس قول:

{یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ} (المائدۃ 35:5) کی تفسیر بیان کریں۔

جواب: شرک جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ غیر اللہ کو اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک کرنے کو کہتے ہیں، مثلاً: بتوں کو پکارنا، ان سے دعائیں کرنا، فریاد کرنا، ان کے نام کی نذر و نیاز دینا، ان کے نام کا جانور ذبح کرنا یا ان کے لیے نماز پڑھنا۔ اور بالکل اسی طرح بدوی، پیر، عیدروس پیر کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی شرک ہے۔ نیز کسی (مخلوق) کے لیے نماز پڑھنا یا رسول اللہ ﷺ یا عبدالقادر جیلانی یا عیدروس یا ان کے علاوہ کسی بھی مردے سے مدد مانگنا شرک کہلائے گا۔ ستاروں، جنات، جمادات، مردوں اور غائب لوگوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان سے مدد طلب کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

{وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ}

”لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔“

(الأنعام 88:6)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

{وَلَقَدْ اُوحِیَ اِلَیکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ}

”(یہ بات تمھیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمھاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمھارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔“(الزمر 65:39)

غیر اللہ کی عبادت کرنا شرک ہے اسے کفر اور شرک کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ جس شخص نے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ سے غفلت اور لا پرواہی کرتے ہوئے منہ موڑا اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی خواہ وہ جن ہوں یا پتھر، درخت ہوں یا بت یا مردے (جنھیں وہ اولیاء سمجھتے اور کہتے ہیں) کی بندگی کی ان کے لیے نماز ادا کی، روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس یہی کفر عظیم اور شرک باللہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے)

جو شخص اللہ کے وجود کا انکار کرے اور کیمونسٹوں اور ملحدوں کی طرح یہ کہے کہ اللہ کا کوئی وجود سرے سے ہے ہی نہیں یہ تو دراصل تمام انسانوں میں سب سے زیادہ کفر، کھلی گمراہی اور شرک میں پڑنے والا ہے۔

پس مذکورہ اور اس سے مشابہ سبھی اعتقادات کفر باللہ اور شرک باللہ کہلاتے ہیں۔

کچھ لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ اپنی جہالت کی وجہ سے مردوں کو پکارنے ان سے فریادیں کرنے کو جائز وسیلہ سمجھتے ہیں یہ درحقیقت بہت بڑی غلطی ہے، جاہل لوگ اگرچہ اسے وسیلے کا نام دیں لیکن حقیقت میں یہ شرک باللہ کی بہت بڑی صورت ہے۔ بالکل یہی عقیدہ، دین اور طریقۂ زندگی مشرکین کا بھی تھا جن کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی اور ان کے اس عمل پر رد کرنے اور انھیں اس

سے خبردار کرنے کے لیے انبیاء اور کتابیں بھیجیں۔

قرآن کریم میں جس وسیلے کا تذکرہ ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ}

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو۔“ (المائدة 35:5)

تمام اہل علم کے نزدیک اس (وسیلہ) سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔

چنانچہ نماز اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے، اللہ کے نام کا جانور ذبح (قربانی) کرنا، روزہ رکھنا، صدقہ وخیرات کرنا، اللہ کا ذکر کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، یہ سب وسیلے کی صورتیں ہیں۔

اور آیت کریمہ میں مذکورہ وسیلہ سے مراد بھی یہی ہے۔

یہی رائے ابن کثیر، ابن جریر، امام بغوی اور دوسرے علماء تفسیر کی بھی ہے۔ پس اللہ کے لیے وسیلہ پکڑنے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے وسیلے (ذریعے سے) اس کی قربت حاصل کی جائے۔ انسان جہاں کہیں بھی ہو تمام مشروع اور جائز طریقوں (نماز، روزہ، صدقات وغیرہ) سے اپنے رب کا قرب حاصل کرے۔

دوسری آیت میں یہ معنی کچھ اس طرح بیان ہوا ہے:

{اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ}

’’جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہیں۔‘‘(الإسراء 57:17)

انبیاء کرام اور ان کے پیروکار مشروع وسائل کے ذریعے رب کا تقرب حاصل کرتے تھے۔ وہ جہاد، روزہ، نماز، ذکر، تلاوت قرآن اور اس طرح کی دیگر جائز صورتوں (عبادات) کو ہی اللہ کے قرب کا وسیلہ بناتے تھے۔

رہا لوگوں کا یہ خیال کہ وسیلے سے مراد مردوں سے تعلق رکھنا اور اولیاء اللہ سے فریادیں کرنا ہے تو یہ سراسر باطل گمان ہے بلکہ یہ تو بعینہ مشرکین کا عقیدہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ}

’’یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کر رہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع اور کہتے یہ ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔‘‘(یونس 18:10)

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کا جواب دوسری آیت میں کچھ یوں دیا ہے:

{قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ}

’’کہہ دیجیے! کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں اور نہ زمین میں؟ وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں سے جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔‘‘(یونس 18:10)

ہاتھ یا گردن میں (دفع بلا اور رفع مصائب کے لیے چھلے اور) دھاگے باندھنے کا حکم

سوال: دفع بلا کی خاطر گلے میں دھاگہ باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: گلے میں دھاگہ باندھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ شرک اصغر اور تعویذات ہی کی ایک قسم ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

'من تعلّق تمیمة فلا اتمّ الله له، و من تعلّق و دعة فلا و دع الله له'

''جس نے (بیماری سے تحفظ کے لیے) کوئی تمیمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا، اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری نہ کرے اور جس نے سیپ باندھی اللہ تعالیٰ اسے بھی آرام اور سکون نہ دے۔'' (مسند امام احمد:1707)

دوسری روایت میں ہے:

'من تعلق تمیمة فقد أشرک'

''جس نے (بیماری سے حفاظت کی نیت سے) تمیمہ (تعویذ، منکا وغیرہ) لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

ایک دفعہ حضرت حذیفہ ایک شخص کے پاس آئے دیکھا کہ اس نے بخار سے بچاؤ کے لیے گلے

میں دھاگہ باندھا ہوا ہے، حضرت حذیفہ نے اسے کاٹ پھینکا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کرنے لگے:

{وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ}

''ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔''(یوسف 106:12)

آپ نے اس کے اس فعل کا انکار کیا اور اس پر واضح کیا کہ یہ شرک ہے۔ پس ہر طرح کے دھاگے اور تعویذات باندھنا زمانۂ جاہلیت کی خرافات میں سے ہے چاہے وہ تعویذ ہڈی سے بنا ہو یا بھیڑیے کے بالوں سے یا اس کی ہڈیوں یا دانتوں سے سبھی صورتوں میں ناجائز ہے۔

اسی طرح قرآن کو تعویذ بنا کر باندھنا جسے لوگ خروز یا جامعات کا نام دیتے ہیں، بھی بالکل جائز نہیں، اس لیے کہ حدیث میں (تعویذات وغیرہ سے متعلق) وارد ہونے والی نہی عام ہے اور اس میں قرآن بھی شامل ہے۔ نبی ﷺ نے قرآن کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ قرآن کا ان کاموں (تعویذات) کے لیے استعمال باقی تمام چیزوں کے استعمال کا ذریعہ بنے گا اور شرک کا دروازہ کھلے گا۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

'اِنَّ الرقی والتمائم والتولۃ شرک'

''بلاشبہ جھاڑ پھونک (دم) تعویذ گنڈے اور باہمی عشق و محبت پیدا کرنے کے لیے تیار کی جانے والی چیزیں یہ سب شرک ہیں۔''

دم (جھاڑ پھونک) کرنا

اس سے مراد ہر وہ غیر معروف دم (جھاڑ پھونک) ہے جو شرعی طریقہ سے ہٹ کر ہو۔ اسی طرح بچوں کے گلے میں نظر سے بچنے اور عورتوں اور مریضوں کے گلے میں جنات سے بچنے کے لیے تعویذات باندھنا منکرات اور زمانۂ جاہلیت کی باقی ماندہ خرافات میں سے ہے۔

التولہ: (اس سے مراد وہ چیز ہے جسے مشرکین اس نظریے اور اعتقاد سے بناتے اور تیار کرتے تھے کہ یہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کا محبوب بنانے کا ذریعہ اور سبب ہے) یہ جادو ہے۔ اس میں عامل، جنات اور شیاطین سے مدد طلب کرتے ہیں اس لیے نبی کریم ﷺ نے اسے شرک قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ جادوگروں کا جادو تبھی اثر کرتا ہے جب وہ شیاطین اور جنات کی عبادت بجالاتے ہیں اور ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان کی (شیاطین) کی مرضی کے کام کرتے ہیں۔

دھاگہ باندھنا

یہ تعویذات کی ہی جنس سے ہے، پس جس نے اپنے ہاتھ یا گردن پر دھاگہ باندھا اس اعتقاد کے ساتھ کہ اس کا یہ فعل بیماری سے شفا کے اسباب میں سے ہے۔ اس کا یہ عمل منکرات میں سے ہے اور ضروری ہے کہ اس دھاگے کو اتار کر کاٹ پھینکا جائے۔

جادو اور جادوگروں کا حکم نیز جادو کے علاج کا بیان

سوال: عصر حاضر میں بہت سے لوگ جادو کا استعمال کرتے ہیں اور جادوگروں کے پاس کثرت سے آتے جاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے، نیز سحر زدہ شخص کے علاج کا جائز طریقہ کیا ہے؟

جواب: جادو جہاں کبیرہ گناہوں میں سرفہرست ہے وہیں اس کا شمار ان گناہوں میں بھی ہوتا ہے جو انسان کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ بلکہ جادو تو نواقض اسلام میں سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ}

''اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے، جو شیاطین، سلیمان کی سلطنت کا نام لے کر پیش کیا

کرتے تھے، حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں، ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھی، حالانکہ وہ (فرشتے) جب کبھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تھے، تو پہلے صاف طور پر متنبہ کر دیا کرتے تھے کہ دیکھ ہم محض ایک آزمائش ہیں، تو کفر میں مبتلا نہ ہو۔ پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں ظاہر تھا کہ اذنِ الٰہی کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے، مگر اس کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے نفع بخش نہیں بلکہ نقصان دہ تھی اور انھیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ کتنی بری متاع تھی جس کے بدلے انھوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا، کاش انھیں معلوم ہوتا۔ اگر وہ ایمان اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں اس کا جو بدلہ ملتا، وہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا۔ کاش انھیں خبر ہوتی۔'' (البقرۃ' * إ,103)

مذکورہ دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ شیاطین لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں اور انھوں نے اپنے اس عمل سے کفر کا ارتکاب کیا اور یہ کہ بابل میں اترنے والے دو فرشتے کسی کو اس وقت تک جادو نہیں سکھاتے تھے جب تک اسے خبردار نہ کر دیں کہ دیکھو یہ جادو کفر ہے کفر نہ کرو ہم اللہ کی طرف سے آزمائش ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کیا کہ جادو سیکھنے والے اسی چیز کو سیکھ رہے ہیں جو ان کے لیے نقصان دہ ہے اور کسی صورت نفع بخش نہیں ہے اور ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی واضح کی یہ جادوگر اپنے جادو کے ذریعے شوہر اور بیوی میں جدائی (پھوٹ) ڈالتے ہیں، بلاشبہ وہ اللہ کے حکم (اِذن) کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہاں اللہ کے حکم (اِذن) سے مراد اِذن

شرعی نہیں ہے بلکہ مراد بإذن کونی قدری ہے اس لیے کہ جو بھی کائنات میں ہو رہا ہے وہ اللہ کے (بإذن) ارادہ کونیہ قدریہ سے ہو رہا ہے اور اس کی بادشاہت میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا کہ جادو ایمان اور تقویٰ کے منافی ہے۔

یہاں یہ بات بالکل واضح ہے کہ جادو کفر اور گمراہی ہے اور جادوگر (اگر چہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے) مرتد اور خارج از اسلام ہے۔

صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

’اجتنبوا السبع الموبقات، قلنا وما هن يا رسول الله؟ قال: الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق وأكل الربا وأكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات‘

”لوگوں سات ہلاک کر دینے والے لوگوں سے بچو، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون کون سے ہیں، فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی جان کا ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھا جانا، لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور ایمان دار، پاک دامن عورتوں پر جو بدکاری سے واقف نہیں، عیب لگانا۔“

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے واضح کر دیا کہ بے شک شرک اور جادو سات مہلک گناہوں میں سے ہیں شرک ان میں سے سب سے بڑا ہے اور جادو کو شرک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ شرک کی ہی ایک صورت ہے۔ چونکہ جادوگر اس وقت تک کامیاب جادوگر نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ شیاطین کی عبادت نہ کرے، ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان کے پسندیدہ کام نہ کرے۔ وہ شیاطین کی خوشنودی کے لیے ان سے دعائیں کرتے ہیں، ان کے نام پر ذبح کرتے ہیں نذرو

نیاز دیتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں۔

امام نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

’من عقد عقده ثم نفث فيها فقد سحر و من سحر فقد أشرک و من تعلق شيئا و کل إليه‘

”جس نے کوئی گرہ لگائی پھر اس میں پھونکا اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا اور جس نے جو بھی چیز لٹکائی وہ اسی کے حوالے کر دیا گیا۔“

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس قول:

{وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ} (الفلق 4) کی تفسیر ہے ”اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے، (آفت سے)۔“

مفسرین کہتے ہیں: کہ (نفاثات سے مراد) وہ جادوگرنیاں ہیں جو گانٹھیں لگاتی ہیں اور اس میں شرکیہ کلام پڑھ کر پھونکتی ہیں، اس طرح وہ شیاطین کا قرب حاصل کرنے کے لیے کرتی ہیں تاکہ وہ لوگوں پر ظلم کرنے اور انھیں ایذا پہنچانے کے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا جادوگر کو توبہ کا موقع دیا جائے گا یا نہیں اور کیا اگر وہ توبہ کا دعویٰ کرے تو اس کی توبہ صحیح مان لی جائے گی یا اسے ہر حال میں (جب اس کا جادوگر ہونا ثابت ہو جائے) قتل کیا جائے گا۔

میرے نزدیک دوسرا قول ہی صحیح ہے کیونکہ جادوگر کی بقا اسلامی معاشرے کے لیے سخت نقصان دہ اور مسلمانوں کے لیے بڑا خطرہ ہے اور غالب گمان یہی ہے کہ اس کی توبہ سچی نہیں ہے۔

اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر نے جادوگروں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور انھیں توبہ کا

موقع نہیں دیا آپ خلیفہ ثانی ہیں جن کی اتباع کا حکم رسول اللہ نے دیا ہے۔

دیگر دلائل میں نبی ﷺ کی وہ حدیث ہے جسے امام ترمذی نے حضرت خباب سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت کیا ہے:

'حد الساحر ضربه بالسيف'

''جادوگر کی سزا تلوار سے اس کی گردن مار دینا ہے۔''

محدثین کے نزدیک صحیح بات یہی ہے کہ یہ جندب پر موقوف ہے۔

ام المومنین حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی لونڈی جس نے ان پر جادو کیا تھا اسے قتل کرنے کا حکم دیا، پس وہ قتل کر دی گئی اور اسے توبہ کا موقع نہیں دیا گیا۔

امام احمد کا قول ہے: جادوگر کو بغیر توبہ کا موقع دیے قتل کرنا تین صحابہ، عمر، جندب اور حفصہ سے ثابت ہے۔

پس جادوگروں کے پاس آنا، ان سے سوالات کرنا، ان کی باتوں کی تصدیق کرنا بالکل جائز نہیں اور جب بھی کوئی جادوگر اعتراف کرے یا مختلف شواہد سے یہ بات ثابت ہو کہ وہ اس بھیانک کام میں ملوث ہے تو وہ واجب القتل ہے اسے توبہ کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا۔

جادو کا علاج شریعت سے ثابت شدہ جھاڑ پھونک (اور اوراد و اذکار پڑھ کر دم کر کے) اور ادویات کے ذریعہ کیا جائے گا۔

جسے جادو کیا گیا ہو اس کے علاج کی بہترین صورت یہ ہے کہ اسے سورہ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورہ اعراف، سورہ یونس، سورہ طٰہٰ میں سے آیات سحر اور اسی طرح چاروں قل ''قل یاایھا الکافرون''، ''قل ھو اللہ احد''، ''قل اعوذ برب الفلق''، ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھ

کر دم کیا جائے۔ آخر الذکر تینوں سورتیں تین تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے اور ہر بار سورت کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھی جائے جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ جسے نبی ﷺ اپنے بیماروں کی شفا کے لیے پڑھتے تھے۔

'اللھم رب الناس أذھب البأس و اشف أنت الشافي لا شفاء إلا شفاؤک شفاء لا یغادر سقما'

''اے اللہ لوگوں کے رب تو بیماری دور کردے اور شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں، ایسی شفا جو کوئی بیماری نہ چھوڑے۔''

علاوہ ازیں یہ دعا بھی پڑھ کر دم کرنا چاہیے جو حضرت جبریل علیہ السلام پڑھ کر نبی ﷺ کو دم کرتے تھے۔

'بسم اللہ أرقیک من کل شيء یؤذیک، و من شر کل نفس أو عین حاسد، اللہ یشفیک، بسم اللہ أرقیک'

''اللہ کے نام کے ساتھ میں تم پر دم کرتا ہوں، اللہ تمھیں ہر تکلیف دہ چیز سے اور ہر مخلوق کے شر سے یا حاسد کی بری نظر سے شفا دے، اللہ کے نام کے ساتھ میں تم پر دم کرتا ہوں۔''

انھیں تین مرتبہ دہرایا جائے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ جن چیزوں مثلاً گرہ لگے دھاگے، روئی وغیرہ کی مدد سے جادو کیا گیا ہو اسے ضائع کر دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی سحر زدہ شخص درج ذیل امور کا اہتمام کرے۔

① صبح و شام تین تین مرتبہ ان کلمات کا ورد کرے:

'أعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق'

’’میں اللہ (کے کامل کلمات کے ساتھ) اس کی پناہ میں آتا ہوں ہر چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔‘‘

② صبح وشام تین تین مرتبہ سورۃ الکافرون، سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کا اہتمام کرے۔

③ ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت آیت الکرسی پڑھے۔ نیز صبح وشام تین تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

’بسم اللہ الذي لا يضر مع إسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم‘

’’اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی نہ زمین اور نہ آسمان میں اور وہ سننے والا، جاننے والا ہے۔‘‘

مذکورہ سارے اذکار و اوراد کے ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور یہ یقین رہے کہ اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہے، وہی جب چاہتے ہیں مریض کو شفا دیتے ہیں۔ مذکورہ دعائیں اذکار اور دوائیں محض اسباب ہیں شفا بخشنے والے اللہ ہیں۔ اسباب کو اللہ نے پیدا کیا وہ چاہے تو ان کو نفع بخش بنا دے اور چاہے تو انھیں بے اثر کر دے لہٰذا بھروسہ صرف اللہ پر کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ ہر چیز پر زبردست قادر ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے، جسے وہ عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا جس سے وہ روک دے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا، اس کے فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا، ساری تعریفیں اور بادشاہی اسی کی ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ پاک ہے اور ہر کام اس کی توفیق سے ہوتا ہے۔

وضو کا طریقہ

نماز کے صحیح ہونے کے لیے وضو بنیادی شرط ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُواْ بِرُؤُسِكُم وَأَرْجُلَكُم إِلَى الْكَعْبَيْنِ}

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو' سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو۔'' (المائدہ:6)

حدیث میں آیا ہے:

((لا تقبل صلاة بغير طهور))

بغیر طہارت (وضو) کے ادا کردہ نماز قبول نہیں کی جاتی۔''

دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

'لا تقبل صلاة أحدكم إذا أحدث حتى يتوضأ'

''تم میں سے اگر کسی کا وضو نہ رہے تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ پھر سے وضو نہ کرلے۔'' (رواه البخاري في (كتاب الحيل) رقم: 6440، ومسلم في، كتاب الطهارة، رقم:330 واللفظ)

وضو نہایت ضروری ہے جو شخص قضائے حاجت (پیشاب، پاخانہ) سے فارغ ہو، اسے چاہیے کہ پانی، پتھر، اینٹ یا ٹشو وغیرہ سے تین یا اس سے زیادہ مرتبہ (حسب ضرورت) پیشاب یا پاخانہ کی جگہ کو اچھی طرح صاف کرے۔ پانی کا استعمال زیادہ بہتر ہے اور پتھر سے صاف کرنے کے بعد پانی سے دھونا سب سے بہترین صورت ہے۔ اس کے بعد شرعی طریقے کے ساتھ وضو کرے۔

① بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرے وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کچھ علماء کے ہاں واجب ہے۔

② پھر اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے (یہ افضل ہے)۔

③ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے۔

④ پھر پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرے کو تین مرتبہ دھوئے۔

⑤ پھر تین مرتبہ بازو کہنیوں سمیت (پہلے دایاں پھر بایاں) دھوئے۔

⑥ پھر کانوں سمیت سر کا مسح کرے۔

⑦ پھر تین مرتبہ پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے (پہلے دایاں پھر بایاں)

مسح صرف ایک بار کرنا سنت ہے جب کہ کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت اور پاؤں ٹخنوں سمیت تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔لیکن اگر کسی نے ایک یا دو بار پانی ڈال کر عضو کو اچھی طرح دھویا تو بھی وضو ہو جائے گا، لیکن افضل تین مرتبہ ہے۔

نبی ﷺ کے عمل سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ وضو فرمایا تو تمام اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا، دوسری دفعہ آپ نے وضو کیا تو دو دو مرتبہ و بعض دفعہ تین مرتبہ دھویا۔ پس وضو کے اعضاء کو ایک ایک، دو دو یا تین تین مرتبہ دھونا نبی ﷺ کی سنت سے ثابت ہے آپ نے مختلف اوقات میں تینوں طرح وضو فرمایا۔

وضو کے ہر عضو تک پوری طرح کم از کم ایک مرتبہ پانی پہنچانا واجب ہے۔کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے ساتھ پورے چہرے تک پانی کا پہنچنا ضروری ہے۔ پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سمیت دھویا جائے، سر کا مسح مع کانوں کے اس طرح کیا جائے کہ پورے سر کو شامل ہو۔ دونوں پاؤں پہلے دایاں پھر بایاں ٹخنوں سمیت دھوئے۔ایک مرتبہ پورے اعضاء تک پانی پہنچانا واجب جبکہ دو یا تین مرتبہ ایسے کرنا افضل ہے۔وضو مکمل کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

'أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أنَّ محمداً عبده ورسوله، اللهم اجعلنى من التوابين واجعلني من المتطهرين'

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ یا اللہ! مجھے توبہ کرنے اور پاک وصاف رہنے والوں میں سے کر دے۔“

نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح وضو سکھایا اور فرمایا: تم میں سے جو اچھی طرح وضو کرے پھر یہ دعا پڑھے:

'أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أَنَّ محمداً عبده ورسوله' تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس میں سے چاہے وہ داخل ہو۔

ترمذی نے اس میں مزید اضافہ روایت کیا ہے:

'اللهم اجعلنی من التوابين واجعلني من المتطهرين' (رواه الترمذی في (كتاب الطهارة)، رقم: 50)

مذکورہ دعائیہ کلمات وضو کرنے والا احمام سے باہر نکل کر ادا کرے گا۔

یہ وضو کا صحیح اور شرعی طریقہ ہے۔ یہ شرعی وضو ہے جو نماز کی کنجی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'مفتاح الصلاة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم'

”وضو نماز کی کنجی ہے اور اس کی تحریم اللہ اکبر اور تحلیل سلام پھیرنا ہے۔“ (رواه امام احمد في (مسند العشرة المبشرين بالجنة) رقم: 957، والترمذي في (كتاب الطهارة) رقم: 3، وابن ماجه في (الطهارة وسننها) رقم: 27)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا طریقہ

تالیف

سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

اردو ترجمہ

ابو المکرم عبد الجلیل

نبی ﷺ کی نماز کا طریقہ

الحمدللہ وحدہ, والصلاۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد وآلہ وصحبہ, أما بعد:

نبی ﷺ کی نماز کے طریقہ کے بیان میں یہ چند مختصر باتیں ہیں، میں نے چاہا کہ ہر مسلمان مرد وعورت کی خدمت میں ان باتوں کو پیش کردوں تا کہ ان سے واقف ہونے والا ہر شخص نماز کے بارے میں نبی ﷺ کی اقتدا کرنے کی کوشش کرے، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

'صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي'

''تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔''[1]

---

[1] صحیح البخاری، حدیث: 631۔

اور اب نماز نبوی کا طریقہ قارئین کے پیش خدمت ہے:

① نمازی اچھی طرح وضو کرے، اچھی طرح وضو کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح وضو کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح وضو کیا جائے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾

''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔''[1]

---

[1] المائدة 5:6۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

’لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ‘

’’وضو کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔‘‘ (صحیح مسلم ح:329)

اور نبی ﷺ نے اس شخص سے جس نے اچھی طرح نماز نہیں پڑھی تھی فرمایا:

’إذا قمتَ إلى الصلاة فأسبغ الوضوء‘

جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اچھی طرح وضو کرلو۔ (صحیح بخاری ح:5782)

② نمازی جہاں کہیں بھی ہو اپنے پورے جسم کے ساتھ قبلہ (کعبۃ اللہ) کی طرف اپنا رخ کرلے اور فرض یا نفل جس نماز کا ارادہ رکھتا ہے دل سے اس کی نیت کرے، زبان سے نماز کی نیت نہ کرے، کیونکہ زبان سے نیت کرنا ثابت نہیں، بلکہ بدعت ہے، اس لیے کہ زبان سے نیت نہ تو نبی کریم ﷺ نے کی اور نہ ہی آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے۔ نمازی اگر امام یا منفرد (اکیلے نماز پڑھنے والا) ہے تو اپنے سامنے سترہ رکھ لے۔ قبلہ کی طرف رخ کرنا نماز (کی صحت) کے لیے شرط ہے، سوائے چند معروف مسائل کے جو اس سے مستثنیٰ ہیں اور وہ اہل علم کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

③ اللہ اکبر کہتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہے اور اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے۔

④ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کی لو تک اٹھائے۔

⑤ اپنے دونوں ہاتھوں کو سینے پر اس طرح رکھے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی، کلائی اور بازو پر ہو، کیونکہ نبی ﷺ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

⑥ اس کے بعد نمازی کے لیے مسنون ہے کہ دعائے استفتاح پڑھے،

دعائے استفتاح یہ ہے:

'اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِب، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِن خَطَايَايَ بِالْمَاءِ والثَّلْجِ وَالْبَرَدِ'

''اے اللہ! تو میرے درمیان اور میرے گناہوں کے درمیان ایسی دوری کر دے جیسی دوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے پانی، برف اور اولوں سے دھو دے۔''

اور اگر چاہے تو اس دعا کے بجائے یہ دعائے استفتاح پڑھے:

'سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ، وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُکَ'

''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔''

اور اگر ان دونوں دعاؤں کے علاوہ نبی ﷺ سے ثابت کوئی اور دعائے استفتاح پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ افضل یہ ہے کہ کبھی کوئی دعائے استفتاح پڑھے اور کبھی کوئی دعائے استفتاح، کیونکہ اس سے نبی کریم ﷺ کی مکمل اتباع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد 'أَعُوذُ بِاللہ

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ' پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

'لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ'

''جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں۔'' (صحیح بخاری ح:714)

سورۂ فاتحہ کے بعد جہری نمازوں میں بلند آواز سے اور سری نمازوں میں پست آواز سے ''آمین'' کہے، پھر قرآن کا جو حصہ یاد ہو اس میں سے پڑھے، افضل یہ ہے کہ ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد اوساط مفصل (سورۂ عم سے سورۂ لیل تک) سے پڑھے، فجر میں طوال مفصل (سورۂ ق سے سورۂ مرسلات تک) سے اور مغرب میں کبھی طوال مفصل سے اور کبھی قصار مفصل (سورۂ ضحیٰ سے سورۂ ناس تک) سے، تاکہ اس سلسلہ میں وارد تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔

⑦ ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا اور اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کی لو تک اٹھاتا ہوا رکوع کرے، رکوع میں سر کو پیٹھ کی برابری میں کر لے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں، رکوع اطمینان سے کرے اور یہ دعا پڑھے:

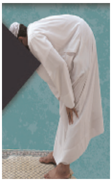

'سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ'

''پاک ہے میرا رب جو بڑی عظمت والا ہے۔''

افضل یہ ہے کہ یہ دعا تین بار یا اس سے زیادہ بار دہرائے اور اس دعا کے ساتھ یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

'سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي'

”اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

⑧ نمازی اگر امام یا منفرد ہے تو ’سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ‘ کہتا ہوا اور اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کی لو تک اٹھاتا ہوا رکوع سے سر اٹھائے اور قومہ میں یہ دعا پڑھے:

’رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، حَمْدًا کَثِیرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیهِ، مِلْئَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْئَ الْأَرْضِ وَمِلْئَ مَا بَیْنَهُمَا وَمِلْئَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بَعْدُ‘

”اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف، آسمانوں کے برابر، زمین کے برابر، اور آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس کے برابر اور جو کچھ تو اس کے بعد چاہے اس کے برابر۔“

نمازی اگر مقتدی ہے تو رکوع سے سر اٹھاتے وقت صرف ’رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ‘ آخر تک کہے (یعنی ’سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ‘ نہ کہے)

اگر نمازی، خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد، مذکورہ بالا دعا کے بعد، درج ذیل دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہے، کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا پڑھنا ثابت ہے:

’أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ‘

”تو تعریف اور بزرگی والا ہے، سب سے سچی بات جو بندے نے کہی یہ ہے، اور ہم سب ہی تیرے بندے ہیں۔ اے اللہ! جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری تیرے

عذاب سے بچا نہیں سکتی۔“

مستحب ہے کہ نمازی رکوع کے بعد قومہ میں اسی طرح اپنے ہاتھ سینے پر رکھ لے جس طرح رکوع سے پہلے حالت قیام میں رکھا تھا، کیونکہ وائل بن حجر اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کے ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

⑨ ”اللہ اکبر“ کہتا ہوا سجدے میں جائے اور اگر ہو سکے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھے، لیکن اگر اس میں مشقت ہو تو گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو زمین پر رکھے، سجدے میں دونوں پیر اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملا کر پھیلا لے، سجدہ سات اعضاء پر ہونا چاہیے: پیشانی ناک سمیت، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پیر کی انگلیوں کا اندرونی حصہ۔ اور سجدے میں یہ دعا پڑھے:

’سُبۡحَانَ رَبِّيَ الۡأَعۡلٰى‘

”پاک ہے میرا رب جو سب سے بلند ہے۔“

اس دعا کو تین بار یا اس سے زیادہ بار کہنا مسنون ہے اور اس دعا کے ساتھ یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

’سُبۡحَانَکَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمۡدِکَ، اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِيۡ‘

”اے اللہ ہمارے رب! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے۔“

سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’أَمَّا الرُّکُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ، وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجۡتَهِدُوا فِي

الدُّعَاءِ، فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ'

''رکوع میں تو رب کی عظمت اور بڑائی بیان کرو، لیکن سجدے میں زیادہ سے زیادہ دعا کرو، کیونکہ یہ (حالت سجود) اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تمھاری دعا قبول ہو جائے۔'' (صحیح مسلم ح:738)

نمازی کو چاہیے کہ وہ بحالت سجدہ اپنے رب سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرے، خواہ فرض نماز پڑھ رہا ہو یا نفل۔

حالت سجدہ میں بازوؤں کو پہلو سے، پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے دور رکھے اور کہنیوں کو زمین سے اٹھائے رکھے، کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

'اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ'

''سجدے اطمینان سے کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنی کہنیوں کو کتے کی طرح (زمین پر) نہ بچھائے۔'' (صحیح بخاری ح:779)

⑩ ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا سجدے سے سر اٹھائے اور بائیں پیر کو بچھا کو اسی پر بیٹھ جائے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھے اور اپنے ہاتھوں کو رانوں اور گھٹنوں پر رکھ لے اور یہ دعا پڑھے:

'رَبِّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي وَاجْبُرْنِي'

''اے میرے رب! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے روزی عطا کر، مجھے عافیت میں رکھ اور میرے نقصان پورے فرما۔''

یہ جلسہ بھی بالکل اطمینان سے کرے۔

⑪ پھر ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی وہی سب کرے جو پہلے سجدے میں کیا تھا۔

⑫ ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا سجدے سے سر اٹھائے اور جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا اسی طرح تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جائے، اس بیٹھک کو ''جلسۂ استراحت'' کہتے ہیں جو مستحب ہے۔ اور اگر اسے چھوڑ دے تو کوئی حرج کی بات نہیں، جلسۂ استراحت میں کوئی ذکر اور دعا نہیں ہے۔ پھر اگر دشوار نہ ہو تو اپنے گھٹنوں پر ورنہ زمین پر ٹیک لگا کر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، کھڑا ہونے کے بعد سورۂ فاتحہ اور فاتحہ کے بعد قرآن کا جو حصہ یاد ہو اس میں سے پڑھے، پھر جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرے۔

⑬ اگر نماز دو رکعت والی ہے جیسے فجر، جمعہ اور عیدین کی نمازیں، تو دوسرے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد نمازی تشہد میں اس طرح بیٹھے کہ اس کا دایاں پیر کھڑا ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھ کر ہاتھ کی انگلیوں کو موڑ لے، البتہ شہادت کی انگلی کھلی رکھے اور اس سے اللہ کی وحدانیت کی طرف اشارہ کرے اور اگر دائیں ہاتھ کی خنصر اور بنصر (کنارے کی دونوں انگلیوں) کو موڑ لے اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے ملا کر حلقہ بنا لے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے تو بھی بہتر ہے، کیونکہ دونوں ہی طریقے نبی ﷺ سے ثابت ہیں، بلکہ افضل یہ ہے کہ کبھی پہلے طریقہ پر عمل کرے اور کبھی دوسرے طریقہ پر۔ اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران اور گھٹنے پر رکھے، پھر اس قعدہ میں تشہد پڑھے اور وہ یہ ہے:

'التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ‘

’’تمام زبانی عبادتیں اور بدنی و مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اے اللہ کے نبی! آپ پر سلامتی نازل ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور سلامتی نازل ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔‘‘

پھر یہ درود پڑھے:

’اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ‘

’’اے اللہ! تو رحمت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر، بے شک تو لائق تعریف اور بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما محمد (ﷺ) پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر، بے شک تو لائق تعریف اور بزرگی والا ہے۔‘‘

اس کے بعد چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور یہ دعا پڑھے:

’اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ‘

’’اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور

زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔''

پھر دنیا اور آخرت کی بھلائی کی جو دعا چاہے کرے، اگر اپنے والدین کے لیے یا ان کے علاوہ دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، خواہ وہ فرض نماز میں ہو یا نفل نماز میں، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں تشہد سکھلایا تو فرمایا:

'ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو'

''پھر وہ اپنی پسندیدہ ترین دعا کا انتخاب کر کے اللہ سے دعا کرے۔'' (سنن نسائی ح:1281)

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں:

'ثُمَّ لِيَخْتَرْ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ'

''پھر (اللہ سے) جو سوال کرنا چاہے اس کا انتخاب کرے۔'' (صحیح مسلم ح:609)

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عام ہے اور ہر اس دعا کو شامل ہے جو بندے کے لیے دنیا و آخرت میں مفید ہے۔

اس کے بعد ''**السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ**'' کہتا ہوا دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دے۔

⑭ اگر نماز تین رکعت والی ہے جیسے نماز مغرب، یا چار رکعت والی ہے جیسے ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں، تو مذکورہ بالا تشہد اور درود پڑھنے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہتا ہوا گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کی لو تک اٹھا کر پہلے کی طرح اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھ

لے اور صرف سورۂ فاتحہ پڑھے اور اگر کبھی کبھار ظہر کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت بھی پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث نبی ﷺ سے اس عمل کے ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

پھر مغرب کی تیسری رکعت کے بعد اور ظہر، عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت کے بعد وہی تشہد پڑھے جو دو رکعت والی نماز کی کیفیت کے بیان میں گزر چکا ہے، پھر اپنے دائیں اور بائیں جانب سلام پھیر دے۔

سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰہ'' کہے، پھر یہ دعا پڑھے:

'اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالإِکْرَامِ'

''اے اللہ! تو سلام ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی حاصل ہوتی ہے، تو بابرکت ہے اے عزت وجلال والے!''

امام ہونے کی صورت میں تین مرتبہ ''أَسْتَغْفِرُ اللّٰہ'' اور مذکورہ دعا پڑھنے کے بعد اسے مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونا چاہیے، پھر یہ دعا پڑھے:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ، وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ، وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیرٌ، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِیَّاہ، لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰہ مُخْلِصِینَ لَہُ الدِّینَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ'

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی

بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری تیرے عذاب سے بچا نہیں سکتی۔ اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت وقوت کارگر نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، نعمت وفضل اسی کا ہے اور اسی کے لیے عمدہ تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، ہماری عبادت اسی کے لیے خالص ہے اگرچہ کافروں کو ناگوار لگے۔''

اس کے بعد تینتیس 33 مرتبہ ''سُبحَانَ اللہ'' تینتیس 33 مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' اور 33 مرتبہ ''اَللّٰہُ أَکبَر'' کہے اور سو کی گنتی اس دعا سے پوری کرے:

'لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَحدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیرٌ'

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اسی طرح ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی، ''قُلْ هُوَ اللہُ أَحَدٌ'' ''قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' اور ''قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ'' پڑھے۔ فجر اور مغرب کی نماز کے بعد ان تینوں سورتوں کا تین تین بار پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ اس بارے میں نبی ﷺ سے احادیث وارد ہیں۔ واضح رہے کہ ان تمام اذکار کا پڑھنا سنت ہے، فرض نہیں۔

ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت، ظہر کی نماز کے بعد دو رکعت، مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت، عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اور فجر کی نماز سے پہلے

دو رکعت سنتیں ادا کرنا مشروع ہے، یہ کل بارہ رکعتیں ہوئیں، ان کو ''سنن رواتب'' کہا جاتا ہے، کیونکہ نبی ﷺ حالت حضر (قیام) میں ان کی پابندی کرتے تھے، البتہ حالت سفر میں ان کو نہیں پڑھتے تھے، لیکن فجر کی سنتیں اور وتر ان دو نمازوں کی حضر اور سفر ہر حال میں پابندی فرماتے تھے۔ افضل یہ ہے کہ سنن رواتب اور وتر کو گھر میں پڑھا جائے، لیکن اگر کوئی مسجد میں پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

'أَفْضَلُ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ'

''آدمی کی سب سے بہتر نماز گھر کی نماز ہے سوائے فرض نماز کے۔'' (صحیح بخاری ح:689)

ان بارہ رکعات سنتوں کی پابندی دخولِ جنت کے اسباب میں سے ہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

'مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمِهِ وَلَيْلَتِهِ تَطَوُّعًا بَنَى اللهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ'

''جس نے دن اور رات میں بارہ رکعات سنتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل تعمیر فرماتا ہے۔'' (صحیح مسلم ح:1189)

اور اگر عصر کی نماز سے پہلے چار رکعت، مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت اور عشاء کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھ لے تو اور بہتر ہے، کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔ اور اللہ کی رحمت اور سلامتی نازل ہو ہمارے نبی محمد بن عبداللہ پر اور آپ کے آل واصحاب اور تا قیامت آپ کی سچی پیروی کرنے والوں پر۔ آمین!

نماز جنازہ کا طریقہ

سوال: ایک شخص نے پانچ میتوں کی اجتماعی (ایک) نماز جنازہ ادا کی، کیا اسے ہر میت کے حساب سے الگ الگ ثواب (قیراط) ملے گا یا ثواب کا انحصار نمازوں کی تعداد پر منحصر ہے؟

جواب: اسے ثواب میت کے حساب سے ملے گا، نبی ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

'من صلی علی جنازۃ فلہ قیراط و من تبعھا حتی تدفن فلہ قیراطان'

''جس نے ایک میت کی نماز جنازہ ادا کی، اس کا ثواب ایک قیراط ہے جو دفن تک اس کے ساتھ رہا، اس نے دو قیراط ثواب پایا۔'' (رواہ مسلم في (الجنائز باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ، رقم:946)

اس ضمن میں جو بھی احادیث وارد ہوئی ہیں وہ سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نماز جنازہ کی ادائیگی پر ملنے والا ثواب قیراط (احد پہاڑ کے برابر) ایک میت کی نماز جنازہ پر ہے، پس جس قدر میتوں کی تعداد زیادہ ہوگی اجر وثواب بھی اسی قدر زیادہ ہوگا۔ جس نے ایک میت کی نماز جنازہ ادا کی اسے ایک قیراط ثواب ملے گا جو اس کے ساتھ قبر تک گیا اور تدفین میں شامل رہا اس کا ثواب بھی ایک قیراط ہے۔ جس نے مذکورہ دونوں کام کیے وہ دو قیراط اجر وثواب کا حقدار ہے۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر فضل وکرم ہے ساری تعریفیں اور شکر صرف اسی کے لیے ہے، اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

سوال: نماز جنازہ کا طریقہ کیا ہے؟ اور کیا طہارت (وضو) اس کے لیے شرط ہے؟

جواب: وضو نماز جنازہ کے لیے ضروری شرط ہے، اس لیے کہ نماز جنازہ کو کہا گیا ہے (اور نماز بغیر

وضو کے درست نہیں) پس نمازِ جنازہ نماز ہے جسے تکبیر سے شروع کیا جاتا اور سلام پھیر کر ختم کیا جاتا ہے۔ نمازِ جنازہ کے واجبات یہ ہیں:

مکمل وضو، سورہ فاتحہ کی قراءت، نبی ﷺ پر درود اور میت کے لیے دعا۔ تو جس نے بغیر وضو کے اسے ادا کیا اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

اس کا طریقہ کچھ یوں ہے:

① سب سے پہلے تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا۔

② پھر سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھنا۔

③ پھر دوسری تکبیر کہے اور بعد از تکبیر نبی ﷺ پر مشہور درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے:

'اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد، اللهم بارک على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد'

پڑھے۔

④ پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے:

’اللھم اغفر لحینا ومیتنا، وشاھدنا وغائبنا، وصغیرنا وکبیرنا، وذکرنا وأَنثانا، اللھم من أحییته منا فأَحیه علی الإسلام، ومن توفیته منا فتوفه علی الإیمان، اللھم اغفرله، وارحمه، وعافه، واعف عنه، واکرم نُزُله، ووسع مدخله، واغسله بالماء والثلج والبرد، ونقه من الخطایا کما ینقی الثوب الأبیض من الدنس، واَبدله داراً خیراً من داره، وأھلا خیراً من أھله، وأدخله الجنة، واعذه من عذاب القبر، وعذاب النار، وافسع له في قبره، ونور له فیه، اللھم لاتحرِمنا اجره ولاتُضلّنا بعده‘

”یا اللہ! تو ہمارے زندوں کو بخش اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضر شخصوں کو اور ہمارے غائب لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ یا اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو ہم میں سے موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔ یا اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم کر، اسے عافیت دے اور اسے معاف کر دے، اس کی مہمانی با عزت کر، اس کے داخل ہونے کی جگہ کو وسیع کر دے، اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔ اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے کپڑے کو میل سے صاف کیا اور اسے اس کے گھر کے بدلے بہتر گھر والے، بیوی کے بدلے بہتر بیوی عطا کر، اسے جنت میں داخل کر اور قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے پناہ دے اور اس کی قبر کو کشادہ کر دے اور اسے منور کر دے۔ یا اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد گمراہ نہ کرنا۔“

⑤ پھر چوتھی تکبیر کہے اور صرف اپنی دائیں طرف سلام پھیرے۔

⑥ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ اور اگر میت کسی عورت کی ہو تو مذکورہ بالا دعا میں ''اللهم اغفر له'' کی جگہ ''اللهم اغفر لها'' (تذکیر کے صیغے کو تانیث سے بدل کر پڑھنا ہوگا) اگر نماز جنازہ دو میتوں کی اجتماعی ادا کی جارہی ہے تو ''اللهم اغفر لهما'' (تثنیہ کے صیغے کے ساتھ) پڑھا جائے گا۔ اگر دو سے زیادہ ہوں تو ''اللهم اغفر لهم'' (جمع کا صیغہ استعمال کیا جائے گا)۔

اور اگر میت کسی بچے کی ہے تو اس کے لیے دعا مغفرت کے بجائے یہ دعائیہ کلمات کہے جائیں گے:

'اللهم اجعله فرطاً و ذُخراً لو الديه، و شفيعاً مُجاباً اللهم ثَقَلِ به موازينهما، و أعظم به أجورهما، و الحقه بصالح سلف المؤمنين، و اجعله في كفالة إبراهيم عليه الصلاة و السلام، و قِهِ برحمتک عذاب الجحيم'

''اے اللہ! اس بچہ کو اس کے والدین کے لیے منزل پر آگے پہنچانے والا بنا، اسے ان کے لیے باعث اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور اسے ان کی شفاعت کرنے والا اور مقبول شفاعت بنا۔ یا اللہ! اس سے ان کے نامۂ اعمال کو بھر دے اور ان کے اجر کو بڑھا دے اور اسے سلف صالحین سے ملا دے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں دے دے اور اپنی رحمت سے اسے جہنم کے عذاب سے بچا۔''

اور سنت یہ ہے کہ امام مرد میت کے سر کے برابر قبلہ رو سیدھ میں کھڑا ہو اور عورت کے درمیان اور اجتماعی نماز جنازہ کی صورت میں مرد میت امام کے قریب رکھی جائے گی، پھر

اس کے بعد عورت کی اگر بچے بھی ہوں تو لڑکے کی میت کو عورت سے پہلے پھر عورت اور پھر لڑکی کی میت کو رکھا جائے گا۔

تمام نمازی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے، ماسوائے اس شخص کے جسے امام کے پیچھے جگہ نہ ملی ہو پس وہ امام کے دائیں کھڑا ہو جائے گا۔

☆☆☆

حج، عمرہ اور زیارت

کتاب وسنت کی روشنی میں

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

ترجمہ

شیخ مختار احمد ندوی

فہرست

⊙ عرض مؤلف

⊙ پیش لفظ

⊙ حج اور عمرہ کے وجوب اور دلائل کا بیان

⊙ حج کے لئے جلدی کرنا

⊙ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے

⊙ فصل: گناہوں اور مظالم سے توبہ کرنے کا بیان

⊙ حج کے لئے حلال کمائی

⊙ حج کا قصد رضائے الٰہی ہو

⊙ میقات پر پہنچ کر حاجی کیا کرے؟

⊙ حائضہ اور نفاس والی عورت کا حکم

⊙ داڑھی منڈانا حرام ہے

⊙ مرد کا احرام

⊙ عورت جس لباس میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے

⊙ احرام کے علاوہ لفظوں میں نیت کرنا بدعت ہے

⊙ میقات کا بیان

⊙ حاجی کے لئے میقات سے بلا احرام گزرنا حرام ہے

⊙ حج کے بعد کثرت سے عمرہ کرنا مشروع نہیں
⊙ موسم حج کے علاوہ جو شخص میقات پر پہنچے اس کو
عمرہ کے احرام کی نیت کرنی چاہیے
⊙ جس حاجی کے پاس حج کے مہینوں میں جانور ساتھ ہو
تو وہ قِران کی نیت کرے جس کے پاس نہ ہو وہ تمتع کی
⊙ عذر کے خوف سے مشروط احرام باندھنا
⊙ بچے کا حج
⊙ احرام کی مشروع اور مباح چیزوں کا بیان
⊙ مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے؟
⊙ مسجد حرام میں داخلہ اور طواف کا بیان
⊙ عورتوں کے لئے پردہ اور ترکِ زینت ضروری ہے
⊙ طواف وسعی کی کوئی مخصوص دعا نہیں
⊙ سعی اور اس کے آداب کا بیان
⊙ فصل: آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جانے کا بیان
⊙ عرفہ جانے کا بیان
⊙ عرفات میں وقوف اور اس کے آداب کا بیان
⊙ قرآن وحدیث سی منتخب دعائیں
⊙ مزدلفہ میں رات گزارنے کا بیان
⊙ عورتوں اور بچوں کو نصف شب کے بعد

منیٰ بھیجنا جائز ہے

- صبح جانا اور کنکری مارنا وغیرہ
- قربانی کے ایام کا بیان
- متمتع حاجی کے لئے ایک سعی کافی نہیں
- فصل: یوم نحر کو پہلے رمی پھر نحرؒ پھر حلق پھر طواف
- جب حاجی رمیؒ اور حلق وطواف کرلے تو پوری طرح حلال ہو گیا اور اگر ان میں سے دو کام کرلے تو تحلل اول کے حکم میں ہو
- منیٰ کے لئے واپسی اور وہاں تین دن کا قیام
- کنکری مارنے کے آداب کا بیان
- منیٰ میں دو دن کی تعجیل جائز ہے لیکن تیسرے دن کی تاخیر افضل ہے
- بچوںؒ بیماروں اور بوڑھوں اور حاملہ عورتوں کی طرف سے رمی کرنا جائز ہے
- متمتع اور قارن پر دم کب واجب ہے؟
- قربانی کا جانور حلال کمائی کا ہونا چاہئیے
- جس کے پاس جانور نہ ہو وہ تین روزہ ایام حج میں اور سات روزے گھر جا کر رکھے

⊙ حجاج پر امر بالمعروف واجب اور نماز باجماعت کی پابندی ہے

⊙ حاجی کے لئے معاصی سے اجتناب ضروری ہے

⊙ فصل: حائضہ اور نفاس والی عورت کے علاوہ طواف وداع سب پر واجب ہے

⊙ فصل: مسجد نبوی کی زیارت کا بیان

⊙ قبر نبوی کی زیارت واجب نہیں

⊙ مسجد قبا اور بقیع کی زیارت مستحب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مؤلف

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلاۃُ والسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لا نَبِیَّ بَعْدَہُ، أَمَّا بَعْدُ:

مسائل حج کے سلسلے میں یہ مختصر مجموعہ ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں حج، عمرہ اور زیارت کے اکثر مسائل پر مشتمل ہے۔ میں نے اسے اپنے لئے اور ان سب مسلمانوں کے لئے جمع کیا ہے جن کے لئے اللہ چاہے اور ہدایت دے۔ میں نے ان مسائل کو دلیل کے ساتھ لکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ یہ رسالہ پہلی مرتبہ ۱۳۶۳ھ میں جلالۃ الملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل قدس اللہ روحہ و اکرم مثواہ کے خرچ پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس کے مسائل کو کچھ مفصل کیا اور جن تحقیقات کی ضرورت محسوس کی ان کا اضافہ کیا اور اسے دوبارہ چھاپنا چاہا تاکہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ پہنچے اور اس کا نام "التَّحْقِیقُ والإِیضاحُ لِکَثِیر من مَسَائلِ الحَجِّ العُمْرَۃِ و الزِّیارَۃِ عَلی ضَوءِ الْکِتابِ وَالسنّۃِ" رکھا۔ بعد میں میں نے اس میں بہت سے اہم اضافے اور مفید تنبیہات شامل کیں تاکہ کتاب پوری طرح مفید ہو جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا نفع عام کر دے اور اس کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص کرے اور جنت النعیم میں داخل ہونے کے لئے اسے ذریعہ بنا دے۔ آمین ۔ بے شک اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے۔

(مؤلف: عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز)

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمِين' والعَاقِبَةُ لِلْمتّقِينَ والصَّلاةُ والسَّلامُ على عَبْدِه ورَسُولِهِ مُحمدٍ وعلى آلِهِ وصَحْبِهِ أَجمَعِينَ' أَمّا بعدُ:

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں حج اور اس کے فضائل وآداب اور سفر حج کا ارادہ کرنے والوں کیلئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان کا بیان موجود ہے اور اختصار و وضاحت کے ساتھ حج، عمرہ اور زیارت کے بہت سے اہم مسائل کا ذکر ہے۔ میں نے اس رسالہ میں صرف انہیں امور کا ذکر کیا ہے جن پر کتاب اللہ اور سنت رسول سے دلیل قائم ہے۔ میں نے انہیں محض مسلمانوں کی خیر خواہی کی نیت اور اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جمع کیا ہے:

{وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ}

(الذاریات:۵۵)

''اور نصیحت کیجئے' بیشک نصیحت مومنوں کو نفع پہنچائے گی۔''

اور ارشاد الٰہی:

{وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلاَتَكْتُمُونَهُ} (آل عمران:۱۸۷)

''اور جب اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ اس کتاب کو عام لوگوں کے سامنے ظاہر کرنا اور چھپانا نہیں۔''

اور ارشاد الٰہی:

{وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى} (المائدة: ۲)

''اور نیکی وتقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔''

اور نبی ﷺ کی اس حدیث صحیح کے بمصداق جس میں آپ نے فرمایا ہے:

الدِّينُ النَّصِيحَةُ قِيلَ لِمَنْ يَا رَسُولَ الله' قَالَ: لِلّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِم

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا: اللہ' اس کی کتاب' اس کے رسول' اور ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لئے۔''

طبرانی نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے جس میں آپ نے فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَهْتَمَّ بِأَمرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُم وَمَن لَّمْ يُمْسِ وَيُصْبِحْ نَاصِحًا لِلّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَإِمَامِهِ وَلِعَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ

''جو مسلمان کے کاموں کا اہتمام نہ کرے وہ ان میں سے نہیں' اور جو صبح وشام اللہ' اس کی کتاب' اس کے رسول' اس کے امام اور عام مسلمانوں کی خیر میں نہ گذارے وہ مسلمان نہیں۔''

اللہ سے میری دعا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ مجھے اور سب مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور اس سلسلہ میں میری کوشش کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص فرمائے اور اسے جنت النعیم میں داخلہ کا ذریعہ بنائے۔

إِنَّهُ سَمِيعٌ مُجِيبٌ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

حج اور عمرہ کے وجوب اور دلائل کا بیان

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حق کی معرفت اور اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر مسلمان کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اپنے عزت والے گھر کا حج واجب کیا ہے اور اسے اسلام کا ایک رکن بنایا ہے۔اس کا ارشاد ہے:

{وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ} (آل عمران:۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتے ہیں اور جو انکار کرے تو اللہ سارے عالم سے بے نیاز ہے۔''

اور صحیحین میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے:

(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) اور رمضان کے روزے رکھنا (۵) اور بیت اللہ الحرام کا حج کرنا۔

سعید نے اپنی سنن میں عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے لوگوں کو شہروں میں بھیجوں تاکہ وہ اس کی تحقیق کریں کہ جن لوگوں میں حج کی استطاعت ہے پھر بھی حج نہیں کرتے وہ ان پر جزیہ مقرر کردیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں۔''

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے:

"جو شخص حج پر قادر ہو پھر بھی چھوڑ دے تو اس کے لئے سب برابر ہے یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔"

حج کے لئے جلدی کرنا

جس پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس نے اب تک نہیں کیا ہے تو اس کو جلدی کرنا چاہیئے۔

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"فریضۂ حج کے لئے جلدی کروؐ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کو کیا عذر پیش آ جائے۔" (رواہ احمد)

جس پر حج فرض ہو چکا ہے اس کے لئے اللہ کے اس ارشاد کے مطابق فی الفور حج ادا کرنا واجب ہے:

{وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللهَ غني عن الْعَالَمِينَ}

(آل عمران:۹۷)

"اور اللہ کی رضا کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔ اس پر بھی جو انکار کرے تو اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔"

نبی ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے اس لئے حج کرو۔" (مسلم)

عمرہ کے وجوب پر بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک وہ حدیث بھی ہے کہ جب

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے اسلام کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، عمرہ کرو، جنابت کا غسل کرو، پورا وضو کرو اور رمضان کے روزے رکھو (**أخرجه ابن خزيمة الدار قطني من حديث عمر ابن الخطاب وقال الدار قطني هذا إسناد ثابت صحيح**)

حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث ہے کہ آپ نے پوچھا:

''اے اللہ کے رسول کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں لڑائی نہیں، یعنی حج اور عمرہ۔'' (**أخرجه أحمد و ابن ماجه بإسناد صحيح**)

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے

حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''حج ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زیادہ ہو تو نفل ہے۔''

البتہ نفلی حج اور عمرہ کثرت سے کرنا مسنون ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہؓ کی اس روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا درمیان کی خطاؤں کے لئے کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

فصل

گناہوں اور مظالم سے توبہ کرنے کا بیان

جب مسلمان حج یا عمرہ کے سفر کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے گھر والوں اور دوستوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرے' یعنی احکامات الٰہی پر عمل اور نواہی سے اجتناب کی تاکید کرے' اور اس کا' یا اس کے ذمہ جتنا قرض ہو اس کو لکھ دے اور اس پر گواہ بنا دے' اور یہ بھی ضروری ہے کہ تمام گناہوں سے سچی توبہ کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} (النور: ۳۱)

''اے ایمان والو! تم سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔''

سچی توبہ ہے گناہوں سے باز آنا' ان کو چھوڑ دینا' پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم رکھنا۔ اگر اس کے پاس لوگوں کے مال' آبرو' یا جان کا کوئی حق باقی ہو تو اپنے سفر سے پہلے اس کو ان تک واپس کر دے یا ان کو اس سے بری کر دے' جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص کے پاس اس کے بھائی کے مال یا آبرو کا کوئی حق باقی ہو اسے اس دن کے آنے سے پہلے پاک وصاف کر دے جس دن نہ درہم ہو گا نہ دینار۔ اگر اس کے پاس عمل صالح ہو گا تو صاحب حق کو دے دیا جائے گا اور اس کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے۔''

حج کے لئے حلال کمائی

حج وعمرہ کے لئے پاکیزہ حلال کمائی میں سے خرچ کا انتظام کرنا چاہیئے‘ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزہ ہی چیز کو قبول کرتا ہے۔“

طبرانی نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب آدمی پاکیزہ زادِ سفر کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں سواری کے رکاب میں رکھ کر لبیک پکارتا ہے تو اس کو آسمان سے پکارنے والے جواب دیتے ہیں‘ تیری لبیک قبول‘ اور رحمت الٰہی تجھ پر نازل ہو‘ تیرا توشہ حلال اور تیری سواری حلال اور تیرا حج مقبول ہے‘ گناہوں سے پاک ہے۔“

جب آدمی حرام کمائی کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور آسمان کے منادی جواب دیتے ہیں‘ تیری لبیک قبول نہیں‘ نہ تجھ پر اللہ کی رحمت ہو‘ تیرا زادسفر حرام‘ تیری کمائی حرام‘ اور تیرا حج غیر مقبول ہے۔

حاجی کو چاہیئے کہ لوگوں کی کمائی سے بے نیاز رہے اور سوال کرنے سے پرہیز کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

”جو خود کو بچائے گا اللہ اس کو بچائے گا‘ اور جو استغناء کرے گا اللہ اس کو غنی کرے گا۔“

رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے:

”آدمی لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔“

حج کا مقصد رضائے الٰہی ہو

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے حج اور عمرہ سے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت کی فلاح کا طالب ہو اور ان مقدس مقامات میں ایسے اقوال واعمال سے اللہ کا تقرب چاہے جو اللہ کو پسند ہوں اور حج کے ذریعہ دنیا کمانے سے پوری طرح بچے۔ اسی طرح حج کے ذریعہ ریا، شہرت اور فخر ومباہات سے بھی بچنا چاہیئے کیونکہ یہ سب بدترین مقاصد ہیں اور اعمال کی بربادی وعدم قبولیت کا سبب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ إِلا النَّارِ وَحَبطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} (سورۃ ھود: ۱۵۔ ۱۶)

"جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب وزینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں ان کی حق تلفی نہیں کی جاتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش (جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں اور جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب ضائع۔"

{مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاء لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا} (الإسراء: ۱۸، ۱۹)

"جو شخص دنیا کی نیت رکھے گا ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیں گے پھر اس کیلئے جہنم تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال

راندہ درگاہ ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص آخرت کی نیت رکھے گا اور اس کے لئے پوری سعی کرے گا بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو سو ایسے لوگوں کی یہ سعی مقبول ہوگی۔"

رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا" اللہ کا ارشاد ہے:

"میں تمام شریکوں کے شرک سے، سب سے زیادہ بے نیاز ہوں، جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرتا ہے، میں اس کو اور اس کے شریک کو چھوڑ دیتا ہوں"۔

حاجی کو چاہیئے کہ اپنے سفر میں صاحب اطاعت وتقویٰ اور عالم دین کا ساتھ اختیار کرے اور جہلاء وفسّاق کی صحبت سے پرہیز کرے۔

حاجی کو چاہیئے کہ حج اور عمرہ کی مشروع باتوں کو سیکھ لے اور سب مشکل مسائل کو سمجھ لے تاکہ اسے پوری بصیرت حاصل ہو جائے۔ جب وہ اپنی سواری موٹر یا ہوائی جہاز یا کسی اور سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ کہنا اور اللہ کی حمد وتعریف کرنا چاہیئے اور تین بار اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھنا چاہیئے:

سُبحٰنَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهُ مُقرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلیٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّی أَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِیْ ھٰذَا الْبِرَّ وَ التَّقْویٰ وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَ الْخَلِیْفَةُ فِی الأَھْلِ۔ اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَمِنْ کَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالأَھْلِ

پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کر دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت کہاں تھی کہ اس کو بس میں کرتے۔ بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! میں اس سفر میں تجھ سے نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتا ہوں اور وہ عمل جس سے تو راضی

ہے۔ اے اللہ ہم پر اس سفر کو آسان کر دے اور اس کا بعد مسافت گھٹا دے۔ اے اللہ! تو سفر میں میرا ساتھی ہے اور اہل وعیال میں جانشین ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں اور برے منظر سے اور اہل وعیال، اور مال کو بری حالت میں دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں۔''

ایسا کہنا نبی ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے جسے مسلم نے عبداللہ بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے۔

حاجی کو چاہیے کہ پورے سفر میں کثرت سے ذکر واستغفار اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا اور گریہ وزاری، قرآن کی تلاوت اور اس کے معانی پر تدبّر کرتا رہے۔ نماز با جماعت کی پوری پابندی کرے اور کثرت کلام سے زبان کو بچائے۔ بیکار باتوں کی کرید اور حد سے زیادہ مذاق سے بچے، نیز اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت اور اپنے دوستوں اور مسلمانوں کی ہنسی اڑانے سے بچائے۔ اس کے بجائے اس کو چاہیئے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، ان کی مصیبتیں دور کرے، انہیں جتنا ہو سکے حکمت وموعظت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔

میقات پر پہنچ کر حاجی کیا کرے؟

حاجی جب میقات پر پہنچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ غسل کرے اور خوشبو لگائے۔ رسول اللہ ﷺ احرام کے وقت کپڑے اتار دیتے اور غسل فرماتے، خوشبو لگائی، صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ احرام باندھنے سے قبل میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی اور جب یوم النحر کو جمرات اور قربانی کے بعد اور طواف بیت اللہ سے قبل بھی خوشبو

لگاتی‘‘۔

حائضہ اور نفاس والی عورتوں کا حکم

حضرت عائشہؓ نے عمرہ کے لئے احرام باندھ رکھا تھا کہ وہ حائضہ ہوگئیں۔آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ غسل کرلیں اور حج کے لئے احرام باندھیں اور اسماء بنت عمیس کو جب ذوالحلیفہ میں بچہ پیدا ہوا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ غسل کرلیں اور کپڑا استعمال کریں پھر احرام باندھ لیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حائضہ یا نفاس والی عورت جب میقات پر پہنچے تو غسل کر کے لوگوں کے ساتھ احرام باندھ لے اور بیت اللہ کے طواف کے علاوہ باقی حج کے تمام ارکان ویسے ہی کرے جیسے دوسرے حاجی کرتے ہیں' جیسا کہ آپ نے حضرت عائشہ اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا۔

احرام باندھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنی مونچھیں' ناخن' زیرناف اور بغل کے بال تراش لے' اور اس طرح کی جو بھی ضرورت ہو پوری کرلے تاکہ احرام باندھنے کے بعد حالت احرام میں اس کی ضرورت نہ پڑے۔ یہ اس لئے بھی مناسب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کی نگہداشت کا حکم دوسرے اوقات کے لئے بھی فرمایا ہے جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’پانچ چیزیں فطرت میں شامل ہیں۔ ختنہ کرانا' موئے زیرناف صاف کرنا' مونچھ چھوٹی کرنا' ناخن تراشنا اور بغل کے بال اکھاڑنا۔‘‘

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھ تراشنے' ناخن

کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے ہمیں وقت مقرر فرمایا کہ ہم انہیں چالیس دنوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔

نسائی میں یوں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کاموں کے لئے ہمارے لئے وقت مقرر کیا ہے۔ اس روایت کو احمدؒ ابوداؤد اور ترمذی نے بھی نسائی کے الفاظ میں نقل کیا ہے۔

البتہ احرام کے وقت سر کے بالوں کا کچھ حصہ مونڈنا نہ عورت کے لئے مشروع ہے نہ مرد کے لئے۔

داڑھی منڈانا حرام ہے

داڑھی مونڈنا یا اس کا کچھ حصہ کم کرنا ہر حال میں حرام ہے بلکہ داڑھی کو چھوڑ دینا اور اس کو بڑھانا واجب ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھوں کو چھوٹا کرو۔''

امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو چھوڑ دو، مجوس کی مخالفت کرو۔''

افسوس کہ بعض لوگ داڑھی کی اس سنت کی مخالفت کرتے ہیں، اور کفار اور عورتوں کی مشابہت کے لئے زور لگاتے ہیں خاص طور پر علم اور تعلیم سے نسبت رکھنے والے لوگ ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُون''۔ اللہ ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سنت کی موافقت اور سختی سے اس پر عمل کی اور ہدایت کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

مرد کا احرام

اس کے بعد حاجی ایک تہہ بند اور ایک چادر پہن لے۔ بہتر ہے کہ دونوں سفید اور صاف ہوں اور مستحب ہے کہ دونوں جوتے پہن کر احرام باندھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''ہر شخص کو ایک ازار اور ایک چادر اور دو جوتوں میں احرام باندھنا چاہئیے''۔ اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے۔

عورت جس لباس میں چاہے احرام باندھ سکتی ہے

عورت کے لئے جائز ہے کہ کالا، سبز یا کسی بھی رنگ کا کپڑا احرام میں استعمال کرے۔ صرف اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا لباس مردوں کے مشابہ نہ ہو۔ البتہ جو لوگ عورت کے احرام کے لئے سبز رنگ کو خاص کرتے ہیں، تو اس کی کوئی اصل نہیں۔

غسل، صفائی اور احرام کے کپڑے پہننے کے بعد حج یا عمرہ جس کا ارادہ رکھتا ہو دل سے اس کی نیت کی جائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور آدمی جو نیت کرتا ہے وہی پاتا ہے۔''

نیت لفظوں میں کرنا مشروع ہے۔ اگر عمرہ کی نیت ہے تو کہے **''لَبَّیْکَ عُمْرَۃً''** یا کہے **''اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ عُمْرَۃً''** اور اگر حج کی نیت ہے تو کہے **''لَبَّیْکَ حَجًّا''** یا **''اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ حَجًّا''** اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ افضل یہ ہے کہ نیت کے یہ الفاظ

سواری یا جانور یا موٹر وغیرہ پر سوار ہونے کے بعد ادا کئے جائیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت لبیک پکارا تھا جب آپ سواری پر بیٹھ گئے تھے اور سواری میقات سے چلنی کیلئے آپ کو لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اہل علم کا سب سے زیادہ صحیح یہی قول ہے۔

احرام کے علاوہ لفظوں میں نیت کرنا بدعت ہے

نیت الفاظ کے ساتھ صرف احرام ہی کے لئے مشروع ہے کیونکہ رسول اللہ سے اس بارے میں خاص طور سے مروی ہے۔ لیکن نماز وطواف وغیرہ کے لئے لفظوں کے ساتھ نیت کرنا مشروع نہیں مثلاً یوں نہیں کہنا چاہیئے کہ میں نے اس نماز کی نیت کی، یا میں طواف کی نیت کرتا ہوں۔ اس طرح لفظوں میں نیت کرنا صریح بدعت ہے۔ بلند آواز سے کہنا اور بھی زیادہ قبیح اور گناہ کا کام ہے۔ اگر نیت لفظوں کے ساتھ کرنا مشروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ضرور بیان کرتے یا اپنے فعل یا قول سے امت کے لئے اس کی وضاحت فرماتے اور سلف صالح بھی اس پر ہم سے پہلے عمل کرتے۔ لیکن جب نہ تو نبی ﷺ سے یہ منقول ہے، نہ آپ کے پسندیدہ اصحاب کی طرف سے، تو معلوم ہوا کہ یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"سب سے بدتر کام وہ ہے جو نیا ایجاد کیا گیا ہو، اور ہر (نیا کام بدعت اور) ہر بدعت گمراہی ہے۔" (رواہ مسلم)

میقات کا بیان

میقات پانچ ہیں:

(۱) مدینہ والوں کی میقات ذوالحلیفہ ہے جس کو اب لوگ ابیارِ علی کہتے ہیں۔

(۲) اہل شام کی میقات جحفہ ہے۔ یہ رابغ کے قریب ایک ویران بستی ہے لیکن لوگ اب رابغ ہی سے احرام باندھتے ہیں۔ اس طرح جو لوگ رابغ سے احرام باندھتے ہیں ان کا احرام میقات ہی سے شمار ہوتا ہے کیونکہ "رابغ" "جحفہ" سے تھوڑی ہی دور واقع ہے۔

(۳) اہل نجد کی میقات "قرن المنازل" ہے جس کو آج کل سیل کبیر بھی کہتے ہیں۔

(۴) اہل یمن کی میقات "یلملم" ہے۔

(۵) اہل عراق کی میقات "ذات عرق" ہے۔

حاجی کے لئے میقات سے بلا احرام گزرنا حرام ہے

ان میقاتوں کو نبی ﷺ نے مذکورہ بالا شہر والوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ یہ ان سب لوگوں کے لئے بھی ہے جو حج اور عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گذریں اور جو شخص بھی مکہ جانے کے ارادہ سے حج یا عمرہ کی نیت سے ان میقاتوں سے گذرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ یہاں سے احرام باندھ لے۔ بغیر احرام باندھے یہاں سے آگے نہ بڑھے خواہ اس کا گذر خشکی کے راستہ سے ہو یا فضا سے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان میقاتوں کو مقرر کرتے وقت یہ عام حکم فرمایا تھا کہ "یہ میقاتیں ان شہر والوں کے لئے ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی حج اور عمرہ کی نیت سے یہاں آئیں ان کے لئے بھی ہیں۔"

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے ہوائی جہاز سے مکہ کی طرف جا رہا ہو اس کو چاہیئے کہ جہاز میں بیٹھنے سے پہلے غسل وغیرہ کر لے جب جہاز میقات کے قریب پہنچے تو تہبند اور چادر پہن کر اگر وقت میں گنجائش ہے تو عمرہ کے لئے لبیک پکار دے اور اگر وقت تنگ ہو تو صرف حج کے لئے لبیک پکارے۔ سوار ہونے سے پہلے یا میقات کے قریب یا بالمقابل آنے تک لبیک نہ

پکارے اس لئے کہ نبی ﷺ نے میقات ہی سے احرام باندھا ہے۔لہذا امت کا فرض ہے کہ تمام دینی کاموں میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ}

(الاحزاب:21)

"تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔"

نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا:

خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ

"مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔"

جو شخص حج اور عمرہ کی نیت نہیں رکھتا مثلاً بیوپاری، لکڑی والا، پوسٹ مین وغیرہ، ایسا شخص مکہ جائے تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں وہ خود عمرہ یا حج کرنا چاہے تو اور بات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مواقیت کے بیان میں فرمایا:

هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ

"یہ مواقیت ان شہر والوں کے لئے ہیں اور حج اور عمرہ کے ارادہ سے آنے والے ان تمام لوگوں کے لئے بھی جو ان مواقیت سے گذریں۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان مواقیت سے گذرے لیکن اس کا ارادہ حج اور عمرہ کا نہ ہو تو اس کے لئے احرام ضروری نہیں۔ یقینا بندوں پر اللہ تعالیٰ کی یہ بڑی رحمت اور سہولت ہے۔ فللّٰہ الحمد و الشکر۔

اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ مکرمہ تشریف

لائے تھے تو احرام کی حالت میں نہیں تھے بلکہ آپ سر پر خود پہنے ہوئے تھے کیونکہ اس وقت حج اور عمرہ کی نیت سے نہیں بلکہ مکہ فتح کرنے اور اس میں سے شرک دور کرنے کی نیت سے آئے تھے۔

جن لوگوں کا مکان میقات کے اندر ہو جیسے جدہؐ ام سلمؐ بحرہ، شرائعؐ بدرؐ مستورہؐ وغیرہ تو ان کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ان مذکورہ بالا پانچوں میقاتوں میں سے کسی کے پاس جا کر احرام باندھیں بلکہ ان کا یہ مسکن ہی ان کی میقات ہے وہ حج یا عمرہ جس کی بھی نیت رکھتے ہوں یہیں سے اس کا احرام باندھیں۔

اگر اس کا دوسرا مسکن میقات سے باہر ہو تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو میقات ہی سے احرام باندھ لے ورنہ اپنے اس گھر ہی سے احرام باندھ لے جو مکہ کی طرف سب سے قریبی میقات ہے کیونکہ عبداللہ بن عباس کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے میقات کا ذکر کرتے ہوئے عام بات فرمائی تھی:

''جو لوگ میقات کے اندر ہوں ان کے احرام کی جگہ ان کا گھر ہے یہاں تک کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔'' (بخاری و مسلم)

البتہ جو لوگ حرم میں ہوں اور عمرہ کرنا چاہتے ہوں ان کو چاہیئے کہ حِل (حدود حرم کے باہر) کی طرف جائیں وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں۔ اس لئے کہ جب حضرت عائشہؓ نے عمرہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے ان کے بھائی عبدالرحمن کو حکم فرمایا کہ وہ ان کو لے کر حِل کی طرف جائیں اور وہاں سے احرام بندھوا کر لائیں''۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے والا اپنا احرام حرم سے نہیں باندھ سکتا بلکہ اس کو حِل میں جانا چاہیئے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس

کی پچھلی حدیث کو خاص کر دیتی ہے اور اس کی وضاحت کر دیتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ والوں کو جو مکہ سے احرام باندھنے کا حکم فرمایا تھا وہ عمرہ کے لئے نہیں بلکہ صرف حج کے لئے مخصوص تھا کیونکہ اگر عمرہ کا احرام حرم سے باندھنا جائز ہوتا تو آپ ؐ نے حضرت عائشہ ؓ کو اس کی اجازت دے دی ہوتی اور انہیں حِل کی طرف جانے کا حکم نہ دیتے۔ یہ ایک کھلا ثبوت ہے اور یہی تمام جمہور علماء کا قول ہے اور مومن کے لئے سب سے زیادہ احتیاط کی بات بھی یہی ہے کیونکہ اس میں دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ واللہ الموفق۔

حج کے بعد کثرت سے عمرہ کرنا مشروع نہیں

جو لوگ حج کے بعد تنعیم یا جعرانہ وغیرہ سے بکثرت عمرہ کرتے ہیں تو اس کی مشروعیت کی کوئی دلیل نہیں۔ البتہ حج سے پہلے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ ایسا عمرہ نہ کرنا ہی افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ نہیں کیا تھا۔ رہا تنعیم سے حضرت عائشہ ؓ کا عمرہ کرنا تو وہ محض اس سبب سے تھا کہ جب وہ مکہ میں تشریف لائیں تو اپنے ایام ماہواری کی بناء پر عمرہ نہیں کر سکی تھیں۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ انہیں اپنے اس عمرہ کے عوض جس کے لئے میقات سے وہ احرام باندھ کر آئی تھیں اب دوبارہ عمرہ کرنے کی اجازت دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ اس طرح ان کے دو عمرے ہو گئے۔ پہلا عمرہ تو ان کے حج کے ساتھ ؑ اور یہ ایک الگ عمرہ۔ لہٰذا جس کو حضرت عائشہ ؓ جیسا عذر درپیش ہو اس کے لئے اجازت ہے کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد عمرہ کرے۔ اس طرح تمام دلائل پر عمل بھی ہو

جائے گا اور مسلمانوں کے لئے وسعت اور آسانی بھی ہوگی۔

بلا شبہ حج کے بعد حجاج کا اس نئے عمرے کے لئے مشغول ہونا سب کے لئے تکلیف کا باعث ہے جس سے بھیڑ میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور حادثات بھی ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی مخالفت بھی ہوتی ہے۔ واللہ الموفق۔

موسم حج کے علاوہ جو شخص میقات پر پہنچے اس کو عمرہ کے احرام کی نیت کرنی چاہیئے

میقات تک پہنچنے والوں کی دو حیثیت ہے:

(۱) اگر حج کے مہینوں کے علاوہ مثلاً رمضان اور شعبان میں پہنچیں تو ان کو چاہیئے کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھیں اور اس طرح زبان سے لبیک پکاریں۔ "لَبَّیکَ عُمرَۃً" یا "اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ عُمرَۃً" اس کے بعد نبی ﷺ کی طرح لبیک ان لفظوں میں پکاریں۔ "لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ، لَبَّیکَ لا شَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ لا شَرِیکَ لَکَ" اور یہ تلبیہ اور ذکر الٰہی کثرت سے کرتے ہوئے بیت اللہ تک پہنچیں۔ پھر بیت اللہ پہنچ کر تلبیہ بند کردیں اور بیت اللہ کا سات بار طواف کریں اور مقام ابراہیمؑ کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ کر صفا کی طرف چلے جائیں اور صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائیں۔ اس کے بعد اپنے سر کے بال منڈوائیں یا چھوٹے کرادیں۔ اس طرح عمرہ پورا ہوگیا۔ احرام کی وجہ سے جو چیزیں حرام ہوگئی تھیں حلال ہوگئیں۔

(۲) حاجی میقات پر حج کے مہینوں یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں پہنچے۔ ایسے شخص کو تین باتوں کا اختیار حاصل ہے، صرف حج، صرف عمرہ یا دونوں ایک ساتھ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر جب ذیقعدہ میں میقات پر پہنچے تو آپ نے

اپنے اصحاب کو ان تینوں ہی طریقۂ حج کا اختیار دیا تھا۔

جس حاجی کے پاس حج کے مہینوں میں جانور ساتھ ہو وہ قران کی اور جس کے پاس نہ ہو وہ تمتع کی نیت کرے

اگر کسی شخص کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو وہ صرف عمرہ کا احرام باندھے اور سب ارکان ویسے ہی ادا کرے جیسے غیر موسم حج میں عمرہ کرنے والا ادا کرتا ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تھے تو یہ حکم فرمایا تھا کہ اپنا احرام عمرہ کے لئے خاص کر لیں۔ مکہ پہنچ کر انہیں مزید تاکید بھی فرمائی۔ لہذا صحابہ کرام نے طواف وسعی کی اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اتباع میں بال منڈوا کر حلال ہو گئے۔ رہے وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ یوم النحر تک اپنے احرام میں باقی رہیں۔ جو لوگ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر آتے ہیں ان کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ کے اصحاب میں سے جو لوگ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے ان کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھتے ہوئے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ پکارا تھا اور ان دونوں ہی سے قربانی ہی کے دن حلال ہوئے۔ جو شخص قربانی کا جانور لایا ہو اور صرف حج کا احرام باندھے ہوئے ہو وہ بھی اپنے احرام میں باقی رہے اور قارن حاجی کی طرح وہ بھی یوم النحر ہی کو حلال ہو۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس شخص نے صرف حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو لیکن اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اپنے احرام میں

باقی رہے بلکہ اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ اپنا احرام عمرہ کے لئے کر لے اور طواف وسعی اور بال کتروا کر حلال ہو جائے جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنے ان اصحاب کو جن کے پاس جانور نہیں تھے حلال ہونے کا حکم دیا تھا۔ البتہ جو شخص بالکل آخر میں آیا ہو اور حج چھوٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ ایک ہی احرام میں حج وعمرہ کرے۔ واللہ اعلم

عذر کے خوف سے مشروط احرام باندھنا

اگر کسی محرم کو اپنی بیماری یا دشمن کے خوف کی وجہ سے حج کی عدم ادائیگی کا خوف ہو تو اس کو چاہیئے کہ احرام باندھتے وقت یوں کہہ دے کہ:

''اگر کوئی عذر مجھے لاحق ہوا تو میں وہیں حلال ہو جاؤں گا جہاں میرا عذر مجھے روک دے گا۔''

جیسا کہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں حج کا ارادہ کرتی ہوں لیکن بیمار ہوں تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ حج کرو اور یہ شرط باندھ لو کہ میں وہیں حلال ہو جاؤں گی جہاں میرا عذر مجھے روک دے گا۔ (متفق علیہ)

اس شرط سے معلوم ہوا کہ اگر محرم کو کسی بیماری کی رکاوٹ کا کوئی عارضہ پیش آ جائے تو اس کے لئے حلال ہو جانا جائز ہے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

بچے کا حج

چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کا حج صحیح ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے بچے کو پیش کرتے ہوئے کہا:

''یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اور ثواب تم کو ملے گا۔''

صحیح بخاری میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات برس کی عمر میں حج کیا'۔ لیکن یہ حج نفلی ہوگا اور فریضہ اسلام میں شمار نہ ہوگا۔ یہی حال غلام اور لونڈی کا بھی ہے کہ ان کا فرض حج تو ادا نہیں ہوگا البتہ یہ حج نفلی شمار ہوگا جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جو بچہ حج کرے پھر بالغ ہو تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے اور جو غلام حج کرے پھر آزاد کر دیا جائے تو اس پر دوبارہ حج واجب ہے۔''(أخرجه ابن أبي شيبة والبيهقي بإسناد حسن)

اگر بچہ عقل و شعور نہیں رکھتا تو اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا اور اس کو احرام پہنا کر اس کی طرف سے لبیک کہے گا اور بچہ اس وقت محرم سمجھا جائے گا اور جو چیزیں بڑے محرم کے لئے حرام ہیں وہی اس کے لئے بھی حرام ہوں گی۔ اسی طرح وہ بچی جو عقل و شعور نہیں رکھتی اس کا ولی اس کی طرف سے احرام کی نیت کرے گا' اس کی طرف سے لبیک پکارے گا اور وہ بچی محرم ہو جائے گی اور اس پر بھی وہ سب چیزیں حرام ہوں گی جو بڑی عورت پر حرام ہوتی ہیں۔ ضروری ہے کہ ان کے بدن کے کپڑے طواف کی حالت میں پاک وصاف ہوں کیونکہ طواف نماز ہی کی طرح ہے جس میں طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔

اگر بچہ و بچی عقل و شعور والے ہوں تو اپنے ولی کی اجازت سے احرام باندھیں گے اور احرام کے وقت غسل وخوشبو وغیرہ سب کام ویسے ہی کریں گے جیسا بڑا محرم کرتا ہے ان کا ولی ان کے کاموں کا نگران اور ان کی ضروریات پوری کرنے والا ہے خواہ وہ ان کا باپ ہو یا ماں یا اور کوئی۔ جو کام کرنے سے یہ بچے عاجز رہیں ان کو ان کا ولی کرے گا مثلاً کنکری مارنا

وغیرہ۔ البتہ اس کے سوا سب کام ان کو خود کرنا ہوں گے جیسے عرفات کا وقوف٬ منیٰ و مزدلفہ میں رات گزارنا٬ طواف وسعی کرنا٬ لیکن اگر وہ طواف وسعی نہ کر سکتے ہوں تو انہیں اٹھا کر طواف وسعی کرایا جائے۔ اس صورت میں اٹھانے والا شخص اپنا طواف اس کے ساتھ مل کر نہیں کر سکتا بلکہ وہ ان بچوں ہی کے لئے طواف وسعی کی نیت کرے گا۔ اور اپنے لئے الگ دوبارہ طواف وسعی کرے گا۔ یہ محض اللہ کی بندگی میں احتیاط اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث پر عمل کی خاطر ہے کہ ''شک کی بات چھوڑ کر یقینی بات پر عمل کرو۔''

اگر اٹھانے والا اپنی اور بچے کی بھی نیت طواف وسعی کے لئے ساتھ ہی کرے تو بھی اصح قول کے مطابق کافی ہوگا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو الگ سے طواف کرنے کا حکم نہیں دیا تھا جس نے اپنے بچے کے حج کی بابت آپ سے پوچھا تھا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرما دیتے۔ واللہ الموفق۔

باشعور بچے اور بچی کو طواف شروع کرنے سے پہلے حدث ونجاست سے طہارت کی تاکید کی جائے گی، جیسا بڑے محرم کے لئے ضروری ہے۔ چھوٹے بچے اور چھوٹی بچی کی طرف سے ان کے ولی پر احرام باندھنا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف نفل ہے۔ اگر کرے تو باعث اجر و ثواب٬ ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

احرام کی ممنوع اور مباح چیزوں کا بیان

احرام کی نیت کے بعد محرم خواہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بال یا ناخن کاٹے یا خوشبو استعمال کرے خاص طور پر مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مخصوص شکل کا سلا ہوا کپڑا جیسے قمیص وغیرہ اپنے پورے بدن یا جسم کے بعض حصے پر پہنے جیسے تولیہ٬ پائجامہ٬

موزے، جراب وغیرہ۔ ہاں اگر تہبند نہ پائے تو پائجامہ پہن لے اور اسی طرح جس کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ کاٹے بغیر موزے پہن سکتا ہے جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عباس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے اور جو تہبند نہ پائے وہ پائجامہ پہن لے۔''

رہی عبداللہ بن عمر کی وہ حدیث جس میں بوقت حاجت موزوں کو کاٹ کر پہننے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ منسوخ ہے کیونکہ نبی ﷺ سے جب مدینہ طیبہ میں پوچھا گیا کہ محرم کونسا کپڑا پہنے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا لیکن جب عرفات میں آپ نے خطبہ دیا تو جوتا نہ ہونے کی صورت میں موزہ پہننے کا حکم فرمایا لیکن اس کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔ اس خطبہ میں وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ کا مدینہ منورہ والا جواب نہیں سنا تھا، اور بیان کو ضرورت کے وقت مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ علم اصول سے ثابت ہے۔ لہذا موزوں کے کاٹنے کے حکم کا منسوخ ہونا ثابت ہوا۔ اگر یہ ضروری ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے۔

محرم کے لئے ان موزوں کا پہننا جائز ہے جو ٹخنے کے نیچے تک ہوں۔ اس لئے کہ وہ بھی جوتے ہی کی جنس سے ہیں۔ محرم کیلئے ازار کی گرہ باندھنا اور اس کو کپڑے سے لپیٹنا وغیرہ بھی جائز ہے کیونکہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہیں۔ اسی طرح محرم غسل کرسکتا ہے، اپنا سر دھوسکتا ہے اور آہستہ و نرمی سے سر بھی کھجلا سکتا ہے۔ اگر کھجلانے سے کوئی چیز گر پڑے تو کوئی حرج نہیں۔

محرم عورت کے لئے چہرہ پر سلا ہوا کپڑا پہننا جیسے برقع اور نقاب۔ ہاتھوں پر دستانہ وغیرہ کا استعمال حرام ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''عورت نہ نقاب لگائے نہ دستانے پہنے۔'' (رواہ البخاری)

قفاز اس کپڑے کو کہتے ہیں جو اون یا سوت سے ہاتھ کے برابر بنایا جاتا ہے۔ البتہ عورت کے لئے اس کے علاوہ دوسرے سلے ہوئے کپڑے جیسے قمیص، پائجامہ، موزہ اور جراب وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔ اسی طرح اس کے لئے بوقت ضرورت چہرے پر بغیر پٹی کے اوڑھنی کا ڈالنا بھی جائز ہے۔ اگر اوڑھنی اس کے چہرے پر لگتی رہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے کہ قافلے ہمارے پاس سے گذرتے تھے اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتی تھیں۔ جب لوگ ہمارے سامنے آتے تو عورتیں اپنے چہروں پر اوڑھنیاں لٹکا لیتیں اور جب وہ چلے جاتے تو کھول لیتیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی)

اسی طرح کپڑوں سے اپنے ہاتھوں کو ڈھانکنا بھی جائز ہے اور جب اجنبی مرد موجود ہوں تو چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانکنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق یہ سب اعضاء عورت کے حکم میں ہیں:

{وَ لا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلا لِبُعُولَتِهِنَّ} (النور 31)

''عورتیں اپنی زینتوں کو اپنے شوہروں کے علاوہ ظاہر نہ کریں۔''

بلاشبہ چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں زینت کا سب سے بڑا مقام ہیں اور چہرے کو ہتھیلی سے بھی زیادہ اہمیت حاصل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَ قُلُوبِهِنَّ}

(الأحزاب:35)

''اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمہارے اور ان

کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔"

اکثر عورتیں اوڑھنی کے نیچے جو پٹی لگاتی ہیں تا کہ اوڑھنی چہرے سے اٹھی رہے تو ہمارے علم کی حد تک شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اگر یہ مشروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنی امت سے اس کو ضرور بیان کرتے اور آپ اس کی طرف سے خاموش نہ رہتے۔

محرم عورتوں اور مردوں کے لئے میل یا کسی اور وجہ سے احرام کے کپڑوں کو دھونا جائز ہے اور اس کی جگہ دوسرے کپڑوں کا بدلنا بھی جائز ہے۔ لیکن کسی ایسے کپڑے کا پہننا جائز نہیں جس کو زعفران یا ورس (کمیلہ) لگا ہو۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمر کی حدیث میں اس سے منع فرمایا ہے۔ محرم کے لئے ضروری ہے کہ بیہودہ گوئی، فسق اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلا جِدَالَ فِي الْحَجِّ}(البقرة:179)

"حج کے مہینے مقرر ہیں۔ جو شخص ان میں حج ادا کرے تو نہ بے حیائی کی بات بولے نہ فسق اور نہ حج میں جھگڑا کرے۔"

نبی ﷺ سے یہ ارشاد ثابت ہے:

"جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی و فسق نہ کرے تو اس دن کی طرح کا ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔"

"الرَّفَث" کہتے ہیں جماع اور بیہودہ بات اور کام کو۔

"الفُسُوق" عام گناہوں کو کہتے ہیں۔

"الْجِدَال" باطل یا بے فائدہ باتوں میں لڑائی کرنا۔

وہ بحث جو حق کے اظہار اور باطل کے رد کے لئے اچھے طریقہ سے کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ}

(النحل:125)

"اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور لوگوں سے اچھے طریقہ پر بحث کرو۔"

محرم مرد کیلئے کسی چپکنے والی چیز سے سر کا ڈھانکنا حرام ہے جیسے ٹوپی، غترہ یا عمامہ وغیرہ۔ اسی طرح چہرہ بھی ڈھانکنا حرام ہے کیونکہ عرفہ کے دن جو صحابی اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئے تھے ان کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کو پانی اور بیری سے غسل دو اور احرام والے دونوں کپڑوں میں ان کو کفنا دو اور ان کا سر اور چہرہ نہ ڈھانکو کیونکہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے اٹھائے جائیں گے۔ (متفق علیہ۔ الفاظ مسلم کے ہیں)

موٹر کی چھت یا چھتری وغیرہ سے سایہ حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسے خیمہ اور درخت وغیرہ سے سایہ حاصل کرنا جائز ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جمرۃ العقبہ کی رمی کرتے وقت نبی ﷺ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا۔ یہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ مقام نمرہ میں آپ کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا تھا جس کے نیچے عرفہ کے دن آپ آفتاب ڈھلنے تک بیٹھے رہے۔

محرم مرد و عورت پر خشکی کے شکار مارنا، اس میں مدد دینا، شکار کو اپنی جگہ سے بھڑکانا، نکاح کرنا اور جماع کرنا اور عورتوں کو شادی کا پیغام دینا اور شہوت کے ساتھ ان سے مباشرت کرنا سب حرام ہے جیسا کے عثمانؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''محرم نہ نکاح کرائے اور نہ شادی کا پیغام دے۔''(مسلم)

اگر محرم غلطی یا جہالت سے سلے ہوئے کپڑے پہن لے یا سر ڈھانک لے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں۔ جب بھی یاد آ جائے یا جان جائے تو اس کو دور کر دے۔ اسی طرح جو شخص بال مونڈ لے یا اپنے بال میں سے کچھ کتر لے یا بھول کر اور جہالت سے اپنے ناخن کاٹ لے تو صحیح روایت کے مطابق اس پر کچھ نہیں۔ مسلمان خواہ محرم ہو یا غیر محرم، مرد ہو یا عورت اس کو حرم کا شکار کرنا اور اس کے قتل پر آلہ یا اشارے سے مدد پہنچانا اور اسی طرح شکار کو اس کی جگہ سے بھڑکا کر لے جانا حرام ہے۔ نیز حرم کے درخت اور اس کے سبزہ زاروں کو کاٹنا اور اس کی پڑی ہوئی چیزوں کو اٹھانا حرام ہے، اس کے سوا جو اس کو جانتا ہو۔ اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''یہ شہر یعنی مکہ اللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک حرام ہے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے نہ اس کا شکار بھڑکایا جائے نہ اس کی گھاس کاٹی جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز منشد کے علاوہ کوئی اٹھائے۔''

''مُنشِد'' کہتے ہیں پہچان کرانے والے کو اور ''الخَلَی'' کہتے ہیں تازہ گھاس کو۔ منیٰ و مزدلفہ حرم میں ہیں اور عرفہ حِل میں ہے۔

مکہ میں آنے کے بعد حاجی کیا کرے؟

حاجی جب مکہ پہنچ جائے تو اس کو چاہیئے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اس

لئے کہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔ جب مسجد حرام پہنچے تو مسنون ہے کہ اپنا داہنا پاؤں آ گے بڑھائے اور یہ دعا پڑھے:

بِسۡمِ اللهِ وَ الصَّلاۃُ وَ السَّلامُ عَلیٰ رَسُولِ اللهِ أَعُوذُ باللهِ الۡعَظِیمِ وَ بِوَجۡهِهِ الۡکَرِیمِ وَ سُلۡطَانِهِ الۡقَدِیمِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیمِ، اَللّٰهُمَّ افۡتَحۡ لِیۡ أَبۡوَابَ رَحۡمَتِکَ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور درود وسلام ہو اللہ کے رسول پر۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ عظمت والے کی اور بزرگ ذات اور اس کی قدیم سلطنت کی شیطان مردود سے۔ اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

یہی دعا سب مسجدوں میں داخل ہونے کے وقت پڑھے۔ مسجد حرام میں داخلہ کے لئے جہاں تک میں جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں۔

مسجد حرام میں داخلہ اور طواف کا بیان

حاجی جب کعبہ کے پاس پہنچے تو اگر وہ تمتع یا عمرہ کرنے والا ہے تو طواف شروع کرنے سے پہلے لبیک کہنا بند کر دے۔ پہلے حجر اسود کے سامنے آئے، اس کو داہنے ہاتھ سے چھوئے اگر ممکن ہو تو بوسہ دے لیکن کسی کو دھکا دے کر تکلیف نہ پہنچائے اور چھوتے وقت کہے ''بِسۡمِ اللهِ اللهُ أَکۡبَرُ''۔ اگر بوسہ دینا مشکل ہو تو ہاتھ یا چھڑی سے اس کو چھوئے پھر اپنی چھڑی یا ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر استلام بھی مشکل ہو تو اللہ اکبر کہہ کر اشارہ ہی کر لے لیکن جس چیز سے اشارہ کرے اس کو بوسہ نہ دے اور بیت اللہ کو طواف کی حالت میں اپنی بائیں جانب کرے۔ اگر طواف کے شروع میں یہ دعا پڑھے تو بہتر ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِیمَانًا بِکَ وَ تَصۡدِیقًا بِکِتَابِکَ وَ وَفَاءً بِعَهۡدِکَ وَ اتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

''اے اللہ تجھ پر ایمان لا کر اور تیری کتاب کی تصدیق کر کے اور تیرے عہد کی وفا کر کے اور تیرے نبی محمد ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے۔''

اس لئے کہ نبی ﷺ سے ایسا کرنا ثابت ہے۔ سات بار طواف کرے۔ پہلے تین چکروں میں رمل کرے۔ یہ اس طواف میں کرے گا جو مکہ آتے ہی سب سے پہلے کرتا ہے خواہ یہ طواف عمرہ کا ہو یا حج تمتع کا یا قران یا افراد کا۔ بقیہ چار چکروں میں معمول کی رفتار سے چلے گا۔ ہر چکر حجر اسود سے شروع کر کے اسی پر ختم کرے گا۔ ''رمل'' کہتے ہیں چھوٹے چھوٹے قدم کے ساتھ تیز چلنا۔ اس پورے طواف میں اضطباع کرے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے طواف میں نہیں کرے گا۔ ''اضطباع'' کہتے ہیں چادر کا نچلا حصہ اپنے داہنے کندھے کے نیچے کرے اور اس کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر رکھے۔

اگر طواف کے چکروں کی تعداد میں شک پڑ جائے تو کم تعداد پر اپنے یقین کی بنیاد رکھے۔ یعنی اگر شک پڑ جائے کہ تین چکر کئے ہیں یا چار تو اس کو تین ہی سمجھے۔ اسی طرح سعی میں بھی کرے۔ جب طواف سے فارغ ہو جائے تو اپنی چادر کو اوڑھ لے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے چادر کو اپنے دونوں پہلوؤں پر رکھ لے اور چادر کے کناروں کو سینے پر لٹکا لے۔

عورتوں کے لئے پردہ اور ترکِ زینت ضروری ہے

عورتوں کے لئے جس چیز سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا ضروری ہے وہ ان کا زینت اور مہکنے والی خوشبوؤں کو لگا کر بے پردگی کے ساتھ طواف کرنا ہے۔ طواف کی حالت میں پردہ کرنا اور

زینت سے پرہیز کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔ نیز ان اوقات میں بھی ضروری ہے جب مردوں کے ساتھ ان کا آمنا سامنا زیادہ ہوؤاس لئے کہ عورت مکمل پردہ کے لائق ہے۔ عورت کا چہرہ اس کی زینت کو سب سے زیادہ ظاہر کرتا ہے۔ لہذا محرم کے سوا کسی کے سامنے اس کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ} (النور 31)

''اور وہ (عورتیں) اپنی زینت کو شوہروں کے سوا (کسی پر) ظاہر نہ کریں۔''

لہذا حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت مرد اگر ان کو دیکھتے ہوں تو وہ اپنا چہرہ نہ کھولیں۔ اگر حجر اسود و چھونے اور بوسہ دینے کی گنجائش میسر نہ ہو تو مردوں کے ساتھ کشمکش کرنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس وقت ان کو چاہیئے کہ مردوں سے دور رہ کر وہ طواف کریں۔ یہ ان کے لئے مردوں سے بھڑ کر بیت اللہ کے قریب طواف کرنے سے زیادہ بہتر اور ثواب کے اعتبار سے زیادہ ہے۔ طواف قدوم کے سوا رمل اور اضطباع کسی اور طواف میں جائز نہیں اور نہ سعی میں جائز ہے۔ عورتوں کے لئے رمل اور اضطباع جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے رمل و اضطباع صرف اپنے اس پہلے طواف میں کیا جب آپ مکہ تشریف لائے تھے۔

محرم کو طواف کی حالت میں حدث اور نجاست سے پاک رہنا چاہیئے اور اپنے رب کے لئے جھکا ہوا اور اس کے لئے متواضع رہنا چاہیئے۔ طواف کی حالت میں کثرت سے اللہ کا ذکر اور دعا کرتے رہنا چاہیئے۔ اگر طواف میں کچھ قرآن بھی پڑھ لیا جائے تو اور بہتر ہے۔

طواف و سعی کی کوئی مخصوص دعا نہیں

طواف اور سعی میں کسی بھی مخصوص ذکر و دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔ جن لوگوں نے طواف و

سعی کے ہر چکر کے لئے ایک ایک مخصوص دعا ایجاد کر لی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ جو بھی ذکر و دعا میسر ہو اس کا پڑھنا کافی ہے۔ جب رکن یمانی کے مقابل آئے تو بِسْمِ اللهِ وَ اللهُ أَكْبَرُ کہہ کر اپنے داہنے ہاتھ سے اس کو چھولے لیکن اس کو بوسہ نہ دے اور نہ اپنے ہاتھ کو بوسہ دے۔ اگر رکن یمانی کا چھونا مشکل ہو تو اس کو چھوڑ کر طواف کرتا رہے اور رکن یمانی کی طرف نہ اشارہ کرے اور نہ اس کے سامنے آ کر اللہ اکبر کہے۔ اس لئے کہ ہمارے علم کی حد تک یہ بھی نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا پڑھنا مستحب ہے:

{رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} (البقرة:201)

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا کر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔''

حجر اسود کے سامنے جب آئے تو اس کو چھوئے اور بوسہ دے اور اللہ اکبر کہے۔ اگر چھونا اور بوسہ دینا آسان نہ ہو تو جب بھی سامنے آئے تو اس کی طرف اشارہ کرے اور اللہ اکبر کہے۔ زمزم و مقام ابراہیم کے پیچھے سے طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بھیڑ کے وقت تو خاص طور پر۔ پوری مسجد الحرام طواف کی جگہ ہے۔ اگر مسجد کے برآمدوں میں طواف کیا جائے تو بھی جائز ہے لیکن کعبہ کے قریب طواف افضل ہے بشرطیکہ آسان ہو۔ طواف سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز پڑھے۔ اگر بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے مقام ابراہیم کے پیچھے ممکن نہ ہو تو مسجد کے کسی بھی حصہ میں پڑھ لے۔

ان دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا لْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ کا پڑھنا مسنون ہے۔ طواف کے بعد حجر اسود کا رخ کرے۔ اگر ممکن ہو تو نبی ﷺ کی اقتداء کرتے ہوئے اس کو داہنے ہاتھ سے چھولے۔ پھر وہاں سے صفا کی طرف نکل جائے اور اس

پر چڑھ کر کھڑا ہو جائے۔

سعی اور اس کے آداب کا بیان

اگر میسر ہو تو صفا پر چڑھنا افضل ہے اور مستحب ہے کہ قبلہ کو سامنے کرے اور اللہ کی حمد بیان کرے اور کہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَاللہُ أَکْبَرُ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللہُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور بندے کی مدد کی اور تنہا اس نے تمام جماعتوں کو شکست دی۔"

اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر جس قدر بھی دعا کر سکتا ہو کرے۔ یہ ذکر اور دعائیں تین مرتبہ پڑھے، پھر اتر کر مروہ کی طرف چلے۔ جب پہلے سبز نشان پر پہنچے تو مرد چلنے میں تیزی کرے یہاں تک کہ دوسرے سبز نشان تک پہنچ جائے۔ عورت ان دونوں نشانوں کے درمیان نہ دوڑے، اس کے لئے پوری سعی میں صرف چلنا ہے، پھر چل کر مروہ پر چڑھے یا مروہ کے پاس کھڑا ہو جائے، چڑھنا اگر ممکن ہو تو افضل ہے، مروہ پر بھی وہی دعا کرے جو صفا پر کی تھی۔

پھر اتر کر چلنے کی جگہ چلے اور دوڑنے کی جگہ دوڑے۔ یہاں تک کہ صفا تک پہنچ جائے۔ ایسا سات مرتبہ کرے۔ جانا ایک چکر ہے اور لوٹنا ایک چکر ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے اور آپ کا ارشاد ہے:

خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ

''مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔''

سعی میں جہاں تک ممکن ہو ذکر و دعا کثرت سے کرنا چاہیئے اور حدث ونجاست سے پاک رہنا چاہیئے ۔اگر بغیر وضو بھی سعی کرے تو کافی ہے۔اسی طرح اگر طواف کے بعد عورت کو حیض یا نفاس ہو جائے اور وہ سعی کرے تو اس کی سعی ہو جائے گی۔اس لئے کہ سعی میں طہارت شرط نہیں ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ طہارت اس میں مستحب ہے۔جب سعی پوری کر لے تو اپنے بال منڈوا لے یا چھوٹا کروا لے۔مرد کے لئے بال منڈوانا افضل ہیں لیکن اگر عمرہ میں قصر کر لے اور حلق حج کے لئے چھوڑ دے تو بہتر ہے۔اگر اس کا مکہ آنا حج کے وقت سے قریب ہو تو اس کے حق میں بال چھوٹے کرانا افضل ہے تاکہ حج میں بقیہ بال منڈوا لے۔اس لئے کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب جب چار ذی الحجہ کو مکہ آئے تو آپ نے ان لوگوں کو جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لائے تھے حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں اور بال چھوٹے کرالیں۔ آپ نے انہیں بال منڈوانے کا حکم نہیں دیا تھا۔پورے بالوں کا منڈوانا ضروری ہے۔ سر کے بعض حصے کے بال چھوٹے کرانا کافی نہیں۔اسی طرح سر کے بعض حصے کا منڈوانا بھی کافی نہیں۔عورت کے لئے بال صرف چھوٹے کرانا ہی مشروع ہے۔اس کو چاہیئے کہ اپنی چوٹی انگلی کے پور کے برابر بال کاٹ لے۔ پور انگلی کے سرے کو کہتے ہیں۔عورت اس سے زیادہ

بال نہ کاٹے۔

اتنے کام محرم کرلے تو اس کا عمرہ پورا ہو گیا اور اس کے لئے ہر وہ چیز حلال ہو گئی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔

البتہ جو شخص قربانی کا جانور حِل سے لایا ہو وہ اپنے احرام پر باقی رہے گا اور حج وعمرہ دونوں مکمل کر کے حلال ہو گا۔

جس شخص نے صرف حج یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو اس کے لئے مسنون ہے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دے، اور جس طرح حج تمتع والا کرتا ہے ایسا ہی وہ بھی کرلے۔ ہاں اگر جانور ساتھ لایا ہے تب نہیں۔ اس لئے کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا:

لَوْ لاَ أَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لأَحْلَلْتُ مَعَكُمْ

''اگر میں جانور نہ لایا ہوتا تو تمہارے ساتھ حلال ہو گیا ہوتا۔''

جب عورت کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض یا نفاس آ جائے تو پاک ہونے تک نہ بیت اللہ کا طواف کرے نہ صفا ومروہ کی سعی کرے۔ جب پاک ہو جائے تو طواف وسعی کرے اور بال بھی چھوٹے کروائے۔ اس سے اس کا عمرہ پورا ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) سے پہلے پاک نہ ہو سکے تو جہاں ٹھہری ہوئی ہے وہیں سے حج کا احرام باندھ لے اور سب لوگوں کے ساتھ منیٰ چلی جائے۔ اس طرح وہ قارنہ ہو جائے گی۔ اور عرفات و مشعر الحرام کے وقوف اور کنکری مارنے اور مزدلفہ ومنیٰ میں رات گزارنے، قربانی کا جانور ذبح کرنے، بال چھوٹے کرنے میں ایسے ہی کرے جیسا سب حاجی کرتے ہیں۔ جب پاک ہو جائے تو بیت اللہ اور صفا ومروہ کا ایک طواف اور ایک سعی کرلے یہ اس کے حج وعمرہ دونوں

ہی کے لئے کافی ہوگا۔ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے مطابق کہ ان کو عمرہ کے احرام کے بعد حیض آیا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا:

''حاجی جو کچھ کرتے ہیں تم بھی کرو' صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرنا یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔'' (متفق علیہ)

جب حائض اور نفاس والی عورت قربانی کے دن کنکری مار لے اور اپنے بال چھوٹے کر لے تو اس کے لئے وہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں جیسے خوشبو وغیرہ' سوائے شوہر کے' یہاں تک کہ اپنا حج پورا کر لے۔ جب دوسری پاک عورتوں کی طرح وہ بھی اپنا حج پورا کر لے اور پاک ہونے کے بعد طواف وسعی کر لے تو اس کے لئے اس کا شوہر بھی حلال ہو گیا۔

فصل

جب آٹھویں ذی الحجہ (ترویہ کا دن) آئے تو مکہ کے مقیم اور اہل مکہ میں سے جو لوگ حج کا ارادہ رکھتے ہوں وہ اپنے گھروں سے حج کا احرام باندھیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب مقام ابطح میں مقیم تھے۔ انہوں نے آپ کے حکم سے یوم الترویہ کو اپنے مقام ہی سے حج کا احرام باندھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ وہ بیت اللہ جائیں اور وہاں یا میزاب کے پاس سے احرام باندھیں۔ اسی طرح آپ نے ان کو منیٰ جانے کے وقت طواف وداع کا بھی حکم نہیں دیا تھا' اگر یہ مشروع ہوتا تو آپ صحابہ کو ضرور بتلاتے۔ بھلائی تو سب کی سب نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کی اتباع میں ہے۔

حج کے احرام کے وقت غسل کرنا اور خوشبو استعمال کرنا اور صاف ستھرا ہونا مستحب ہے' جیسے

میقات کے پاس احرام باندھتے وقت کیا جاتا ہے۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ جانے کا بیان

یوم الترویہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد زوال سے پہلے یا بعد منیٰ کی طرف جانا مسنون ہے۔حجاج ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر منیٰ ہی میں پڑھیں گے۔سنت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت پر قصر پڑھی جائے، جمع نہ کی جائے سوائے مغرب اور فجر کے، ان میں قصر جائز نہیں۔اہل مکہ اور دوسروں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ اور دوسروں کو منیٰ اور عرفہ اور مزدلفہ میں قصر ہی نماز پڑھائی تھی اور مکہ والوں کو نماز پوری کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔اگر یہ ضروری ہوتا تو آپ ان سے بیان کر دیتے۔

عرفہ جانے کا بیان

عرفہ کے دن آفتاب نکلنے کے بعد حاجی منیٰ سے عرفہ کی طرف جائیں گے۔مسنون ہے کہ لوگ زوال تک مقام نمرہ میں ٹھہرے رہیں بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی اقتدا ہو جائے۔آفتاب ڈھلنے کے بعد امام یا اس کا نائب لوگوں کو ایسا مناسب حال خطبہ دے جس میں اس دن اور اس دن کے بعد والے دن کے لئے ان باتوں کا ذکر ہو جو حاجی کے لئے مشروع ہیں۔خطیب لوگوں کو تقویٰ، توحید الٰہی اور اخلاص فی العمل کی تاکید کرے اور انہیں حرام باتوں سے ڈرائے، کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو مضبوط پکڑنے کی وصیت کرے اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کو اپنے تمام کاموں میں فیصلہ کن بنانے کی

ترغیب دے۔ تا کہ ان تمام باتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہو۔ خطبہ کے بعد لوگ ظہر وعصر اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق قصر اور جمع پڑھیں۔ (رواہ مسلم من حدیث جابرؓ)

عرفات میں وقوف اور اس کے آداب کا بیان

اس کے بعد لوگ مقام عرفہ میں وقوف کریں۔ بطن عرفہ کے علاوہ پورا عرفہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے اگر میسر ہو تو قبلہ اور جبل رحمت کو سامنے کرنا مستحب ہے۔ اگر دونوں کو سامنے کرنا میسر نہ ہو تو قبلہ کو سامنے کر لے اور جبل رحمت کو سامنے نہ کرے۔ اس وقوف میں حاجی کو چاہیئے کہ اللہ کا ذکر، اس سے دعا اس کی طرف آہ وزاری میں پوری جدوجہد کرے، دعا کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھائے، اگر لبیک پکارتا رہے اور قرآن بھی پڑھتا رہے تو اور بھی بہتر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: سب سے اچھی دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے اچھی دعا جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کی وہ یہ ہے:

لا إِلٰهَ إِلا اللهُ وَحدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيرٌ

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ چار کلمے اللہ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں:

سُبحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لا إِلٰهَ إِلا اللهُ وَ اللهُ أَكبَرُ

اس دعا کو خشوع وخضوع قلب کے ساتھ کثرت سے بار بار پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح شرع

میں جو دوسرے اذکار و دعائیں دوسرے اوقات کے لئے آئی ہیں ان کو بھی کثرت سے پڑھے، خصوصیت سے اس جگہ اور اس عظیم دن میں اور بھی پڑھنا چاہیئے اور جامع اذکار و دعاؤں کو خصوصیت سے منتخب کرنا چاہیئے جن میں سے خاص طور پر یہ دعائیں ہیں:

قرآن وحدیث کی منتخب دعائیں

سُبْحَانَ اللهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ

''پاک ہے اللہ اور اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔ پاک ہے اللہ عظمت والا۔''

لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِين

''تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بے شک میں ہی ظالم ہوں۔''

لا إِلٰهَ إِلا اللهُ وَ لا نَعْبُدُ إِلا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَ لَهُ الْفَضْلُ، وَ لَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لا إِلٰهَ إِلا اللهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُون

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم سب اسی کی بندگی کرتے ہیں، اسی کے لئے نعمت ہے اور فضل، اور اسی کے لئے اچھی تعریف ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم خالص کرتے ہیں اسی کے لئے دین کو، خواہ کافر پسند نہ کریں۔''

لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ إِلا بِالله

''نہیں ہے کسی کو زور اور قوت اللہ کے سوا۔''

{رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} البقرة 201

''اے ہمارے رب! عطا کر ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں جہنم

کے عذاب سے بچا۔"

اللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِی دِینِی الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِی وَأَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِی فِيْهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِح لِی آخِرَتِيَ الَّتِي فِيهَا مَعَادِی وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَالْمَوْتَ رَاحَةً لِّي مِنْ كُلِّ شَرٍّ

"اور میرے لئے میری دنیا سدھار دے جس میں میری روزی ہے، اور میرے لئے میری آخرت سدھار دے جس میں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں زیادتی کا باعث بنادے اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت بنادے۔"

أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَ سُوءِ الْقَضَاءِ، وَ شَمَاتَةِ الأَعْدَاءِ

"میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی، آزمائش کی سختی سے اور نحوست کے پانے سے اور برے فیصلے سے اور دشمنوں کے ہنسنے سے۔"

اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحَزَنِ، وَمِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور عاجزی و سستی و بزدلی، اور بخل و گناہ سے اور قرض خواہ اور قرض کے غلبہ سے، اور لوگوں کے دباؤ سے۔"

أَعُوذُبِکَ اللّٰهُمَّ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَمِنْ سَيِّئِ الأَسْقَامِ

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص سے، جنون سے، کوڑھ سے اور بری بیماریوں سے۔"

اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَ الآخِرَةِ

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں درگزر کا، اور دنیا و آخرت میں عافیت کا۔''

اللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَ دُنْيَايَ وَ أَهْلِي وَ مَالِي

''اے اللہ! میں تجھ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں اپنے دین اور دنیا اور اہل اور مال کے بارے میں۔''

اللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَ آمِنْ رَوْعَاتِي، وَ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَ مِنْ خَلْفِي وَ عَنْ يَمِينِي، وَ عَنْ شِمَالِي وَ مِنْ فَوْقِي وَ أَعُوْذُ بِعَظَمَتِکَ اَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي

''اے اللہ! میرے عیوب کو چھپا دے، اور مجھے خوف سے محفوظ رکھ اور میری حفاظت کر میرے سامنے، پیچھے اور دائیں بائیں اور اوپر سے اور تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں نیچے سے بہکایا جاؤں۔''

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَ جَهْلِي وَ إِسْرَافِي فِیْ أَمْرِي وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي

''اے اللہ! میری خطا، نادانی، اور میرے کام میں میری زیادتی کو بخش دے! جو کچھ بھی تو میری طرف سے جانتا ہے۔''

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي جِدِّي وَ هَزْلِي وَ خَطَئِي وَ عَمْدِي، وَ كُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِي

''اے اللہ! میری حقیقت، مذاق، خطا اور ارادے کو بخش دے، اور یہ سب میری ہی طرف سے ہے۔''

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِی مَا قَدَّمْتُ وَ مَا أَخَّرْتُ وَ مَا أَسْرَرْتُ وَ مَا أَعْلَنْتُ وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ أَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَ أَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ

"اے اللہ! معاف کر دے جو کچھ میں نے پہلے کیا اور بعد میں کیا، اور جو کچھ خفیہ کیا اور جو کچھ اعلانیہ کیا اور جس کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الثَّبَاتَ فِيْ الأَمْرِ وَ الْعَزِیْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وأَسْأَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وأَسْأَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وأَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وأَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ إِنَّکَ عَلاَّمُ الْغُیُوْبِ

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کام میں ثابت قدمی کا اور ہدایت پر استقلال کا، اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمت پر شکر کا اور تیری عبادت اچھی طرح کرنے کا، تجھ سے سوال کرتا ہوں قلب سلیم کا اور سچی زبان کا، اور سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تو جانتا ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اپنی اس برائی سے جس کو تو جانتا ہے اور مغفرت چاہتا ہوں تجھ سے اس برائی کی جس کو تو جانتا ہے بے شک تو ہی غیب کا جاننے والا ہے۔"

اللّٰھُمَّ رَبِّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ، عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ أَذْهِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ، وَ أَعِذْنِیْ مِنْ مُضِلاَّتِ الْفِتَنِ مَا أَبْقَیْتَنِیْ

"اے اللہ! نبی کریم محمد ﷺ کے رب! میرے گناہ بخش دے، اور میرے دل کے غصے کو دور کر دے اور گمراہ کن فتنوں سے مجھے بچا جب تک تو مجھ کو زندہ رکھے۔"

اللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الأَرْضِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَرَبَّ کُلِّ شَیْئٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَی مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِیْلِ وَالْقُرآنِ، أَعُوْذُ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْئٍ أَنْتَ

آخِذٌ بِنَاصِيَتِه أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ وأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْر

''اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! ہمارے اور ہر چیز کے رب! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات' انجیل اور قرآن کو اتارنے والے! میں ہر چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں' تو ہی اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں ہے' اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں' اور تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں' میری طرف سے قرض ادا کر دے اور مجھے فقر سے بے نیاز کر دے۔''

اللّٰهُمَّ أَعْطِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا

''اے اللہ! عطا کر میرے نفس کو اس کی پرہیز گاری اور اس کو صاف کر دے' تو ہی سب سے اچھا اس کو صاف کرنے والا ہے تو ہی اس کا ولی اور مولیٰ ہے۔''

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ' وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

''اے اللہ! تیری پناہ چاہتا ہوں مجبوری اور سستی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی' بڑھاپے اور بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے۔''

اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُضِلَّنِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

وَالْجِنُّ وَالإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ

''اے اللہ! میں تیرے لئے فرمانبردار ہوا اور تیری ذات پر ایمان لایا اور تیرے اوپر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا' اور تیرے سہارے لڑا۔ میں پناہ چاہتا ہوں تیری عزت کی کہ تو مجھے گمراہ کر دے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو زندہ ہے مرے گا نہیں جبکہ جن وانسان مرجائیں گے۔''

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ' وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ' وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ' وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس قلب سے جو خوف نہ کھائے اور اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ کی جائے۔''

اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي مُنْكَرَاتِ الأَخْلَاقِ وَالأَعْمَالِ وَالأَهْوَاءِ وَالأَدْوَاءِ

''اے اللہ! مجھ کو برے اخلاق اور برے اعمال' اور بری خواہشات اور بیماریوں سے بچا۔''

اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِی رُشْدِي وَأَعِذْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي

''اے اللہ! مجھے میری ہدایت کی خبر کر' اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچا۔''

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِی بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ' وَأَغْنِنِي بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

''اے اللہ! میری کفایت کر اپنے حلال کے ذریعہ اپنے حرام سے اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے مجھے بے نیاز کر دے۔''

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْهُدَیٰ وَالتُّقَیٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَیٰ

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا، اور پارسائی اور پاکدامنی و بے نیازی کا۔''

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْھُدیٰ وَ السَّدَادَ

''اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں ہدایت و درستگی کا۔''

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّهِ عَاجِلِه وَ آجِلِه مَا عَلِمْتُ مِنْهُ، وَ مَا لَمْ أَعْلَمْ، وأَعُوْ ذُبِکَ مِنْ الشَّرِّ کُلِّه عَاجِلِه وَ آجِلِه مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ أَعْلَمْ وَ أَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا أَسْأَلُکَ مِنْهُ عَبْدُکَ وَ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ عَلَیْهِ وَ سَلَّمِ، وأَعُوذ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْهُ عَبْدُکَ وَ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ عَلَیْهِ وَ سَلَّم

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہر بھلائی کا جلد آنے والی اور دیر میں آنے والی جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں ہر برائی سے جلد آنے والی اور دیر میں آنے والی، جس کو میں نے جانا اور جس کو نہیں جانا۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جس کو تیرے بندے اور نبی محمد ﷺ نے مانگا، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی برائی سے جس سے تیرے بندے اور نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی۔''

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُکَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وأَعُوْ ذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ إِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ، وأَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ کُلَّ قَضَاءٍ قَضَیْتَهُ لِیْ خَیْراً

''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جنت کا، اور اس عمل یا قول کا جو جنت کی طرف قریب کرے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بات کا کہ ہر فیصلے کو جو تو نے میرے لئے

مقرر کیا ہے اس کو بھلا و بہتر کردے۔"

لا إِلٰهَ إِلا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيْكَ لَهُ۔لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيئٍ قَدِيْر

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلا إِلٰهَ إِلا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم

"پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور نہ کوئی زور ہے نہ قوت مگر اللہ بلند عظمت والے کے پاس۔"

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْد' وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارِكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ

"اے اللہ! درود بھیج محمد ﷺ پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم (علیہ السلام) پر' بے شک تو قابل تعریف بزرگی والا ہے۔ اور برکت نازل کر محمد (ﷺ) اور آل محمد پر' جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو قابل تعریف اور بزرگی والا ہے۔"

{رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ} (البقرة 201)

''اے ہمارے رب! ہمیں عطا کر دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا۔''

اس عظیم موقف میں حاجی کو چاہیئے کہ مذکورہ بالا اذکار و دعائیں اور اس مفہوم کی دوسری دعائیں اور اذکار پڑھے اور نبی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجے، دعا میں آہ وزاری کرے اور اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگے۔ نبی ﷺ جب دعا مانگتے تھے تو دعا کو تین تین بار دہراتے تھے۔ لہذا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ عرفات کے اس میدان میں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور اس کے سامنے عاجزی وزاری کریں، اس کی بارگاہ میں جھکیں، اس کے سامنے انکساری کریں، اس کی رحمت و مغفرت کی امید رکھیں اور اس کے عذاب و ناراضی سے ڈریں، اپنے نفس کا حساب لیں اور خالص توبہ کی تجدید کریں اس لئے کہ یہ بہت بڑی عظمت اور بڑے اجتماع کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے، اپنے فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور اس دن کثرت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ یوم عرفہ سے زیادہ کسی اور دن شیطان کو ذلیل و حقیر اور پریشان ہوتے نہیں دیکھا گیا سوائے بدر کے دن کے۔ اس لئے کہ شیطان دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کتنا فضل و احسان ہے، اور کتنی کثرت سے وہ لوگوں کو آزاد اور معاف کرتا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''عرفات سے زیادہ کسی اور دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا، اور وہ اس دن قریب ہوتا ہے اور فرشتوں سے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟''

لہذا مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اللہ کو اپنی طرف سے بھلائی دکھائیں اور اپنے دشمن شیطان کو ذلیل کریں، کثرت سے ذکر و دعا اور تمام گناہوں سے استغفار و توبہ کر کے شیطان کو مغموم کریں، اور آفتاب کے غروب ہونے تک حجاج برابر ذکر و دعا اور آہ و زاری میں مشغول رہیں۔

جب آفتاب غروب ہو جائے تو لوگ سکینت اور وقار کے ساتھ مزدلفہ کی طرف لوٹ آئیں، نبی ﷺ کی اقتدا میں کثرت سے لبیک پکاریں اور مزدلفہ میں جا کر پھیل جائیں۔ عرفات سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے واپس آنا جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ آفتاب غروب ہونے تک وہیں ٹھہرے رہے اور آپ نے فرمایا:

خُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ ''مجھ سے اپنے حج کے مسائل سیکھ لو۔''

مزدلفہ میں رات گزارنے کا بیان

لوگ جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو فوراً پہلے مغرب تین رکعات اور عشاء دو رکعت ایک اذان اور دو اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ مزدلفہ میں لوگ مغرب کے وقت پہنچیں یا عشاء کے وقت، نماز کی ترتیب یہی ہونی چاہیئے۔ جو لوگ مزدلفہ پہنچتے ہی نماز سے پہلے کنکریاں چننے لگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہی مشروع ہے تو ایسا کرنا بالکل غلط ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

نبی ﷺ نے مشعر الحرام سے واپسی پر کنکری چننے کا حکم دیا تھا۔ جس جگہ سے بھی کنکری چن لی جائے کافی ہے مزدلفہ ہی سے چننے کو خاص نہ کیا جائے بلکہ منیٰ سے بھی چننا جائز ہے۔

آج کے دن نبی ﷺ کی اقتداء میں صرف جمرۃ العقبہ کو سات کنکریاں مارنا سنت ہے۔

بقیہ تین دن منیٰ ہی سے ہر روز اکیس کنکریاں چنی جائیں اور تینوں جمرات کو ماری جائیں۔

کنکریوں کو دھونا مستحب نہیں ہے بغیر دھوئے ہی مارنا چاہیئے کیونکہ کنکریوں کو دھونا نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے نہ آپ کے اصحاب سے۔ استعمال شدہ کنکریوں کو دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

عورتوں اور بچوں کو نصف شب کے بعد منیٰ بھیجنا جائز ہے

حاجی کو چاہیئے کہ آج کی رات مزدلفہ ہی میں گزاریں۔ البتہ کمزور عورتوں اور بچوں وغیرہ کو اگر رات کے آخری حصہ میں منیٰ بھیج دیں تو عائشہؓ اور ام سلمہؓ کی حدیث کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے حجاج کیلئے ضروری ہے کہ نماز فجر پڑھنے تک مزدلفہ ہی میں مقیم رہیں۔ نماز فجر کے بعد قبلہ کو سامنے کر کے مشعر الحرام کے سامنے کھڑے ہوں اور کثرت سے ذکر الٰہی اور تکبیر اور دعا کریں یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ دعا کے دوران ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ کوئی ضروری نہیں کہ حاجی مشعر الحرام ہی کے قریب کھڑے ہوں بلکہ جہاں کہیں کھڑے ہو جائیں کافی ہے اس لئے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

”میں یہاں یعنی مشعر الحرام کے قریب کھڑا ہوا اور پورا مزدلفہ کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔“ (رواہ مسلم فی صحیح)

صبح روشن ہوتے ہی منیٰ جانا اور کنکری مارنا وغیرہ

جب صبح خوب روشن ہو جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف کوچ کر جائیں اور چلتے ہوئے کثرت سے لبیک پکاریں۔

جب وادی محسر آ جائے تو جلدی سے گزریں۔ منیٰ پہنچ کر جمرۃ العقبہ کے پاس پہنچ کر لبیک کہنا بند کر دیں، وہاں پہنچتے ہی جمرہ کو پے در پے سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے وقت ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ کنکری مارتے وقت کعبہ کو اپنی بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب کر کے وادی کے اندر سے کنکری ماریں کیونکہ نبی ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ اگر دوسری جانب سے بھی ماردی اور کنکری جمرہ کو لگ گئی تو کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کنکری رمی کی جگہ میں پڑی رہے بلکہ ضروری یہ ہے کہ اس کو لگ جائے۔ اگر لگ کر نکل جائے تو اہل علم کے مشہور قول کے مطابق کافی ہے جس کی تشریح امام نوویؒ نے شرح المہذب میں کی ہے۔ اور کنکریاں خزف کے برابر ہونی چاہیں جو چنے سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔

کنکری مارنے کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرے، ذبح کرتے وقت **بِسْمِ اللّٰہِ أَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مِنْکَ وَلَکَ** کہنا چاہیئے اور جانور کو قبلہ رخ کرنا چاہیئے۔

اونٹ ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کھڑا ہو اور اس کا بایاں ہاتھ بندھا ہوا ہو۔ گائے اور بکری کو بائیں پہلو پر ذبح کرنا چاہیئے۔ اگر قبلہ کے علاوہ دوسری طرف ذبح کر دیا تو سنت چھوٹ جائے گی لیکن ذبیحہ ہو جائے گا کیونکہ ذبح کے وقت قبلہ رخ کرنا سنت ہے واجب نہیں۔ اپنی قربانی کے جانور میں سے ہدیہ دینا اور صدقہ کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَکُلُوا مِنْھَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِیرَ} (الحج28)

”اس میں سے خود کھاؤ اور محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ۔“

قربانی کے ایام کا بیان

اہل علم کے صحیح قول کے مطابق قربانی کا وقت ایام تشریق کے تیسرے دن آفتاب ڈوبنے تک ہے۔ جانور نحر یا ذبح کرنے کے بعد حاجی اپنا سر منڈوالے یا بال چھوٹے کرالے لیکن حلق افضل ہے اس لئے کہ نبی ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا تین بار فرمائی اور قصر کرنے والوں کے لئے ایک مرتبہ۔

سر کے بالوں کا کچھ حصہ کا کٹوانا کافی نہیں بلکہ منڈانے کی طرح پورے سر کے بال چھوٹے کرانا بھی ضروری ہے۔ عورت کو اپنی پور کے برابر اپنی چوٹیوں میں سے بال کاٹنا چاہیئے۔ کنکری مارنے اور بال منڈانے کے بعد محرم کے لئے عورت کے سوا وہ سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی وجہ سے اس پر حرام تھیں۔ اس حلال ہونے کو تحلل اول کہا جاتا ہے۔

اس تحلل کے بعد حاجی کے لئے خوشبو لگانا اور مکہ جا کر طواف کرنا مسنون ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے لئے طواف بیت اللہ سے پہلے خوشبو لگایا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

اس طواف کو طواف افاضہ اور طواف زیارت کہا جاتا ہے جو حج کا ایک رکن ہے۔ اس کے بغیر حج پورا نہیں ہوتا اور یہ مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

{ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ} (الحج:29)

”چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں، اپنی منتیں پوری کریں اور پرانے گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔“

طواف اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اگر حاجی متمتع ہے تو صفا اور مروہ کی سعی کرے گا۔ یہ سعی اس کے حج کے لئے ہوگی' پہلی سعی عمرہ کے لئے تھی۔

متمتع حاجی کے لئے ایک سعی کافی نہیں

علماء کے اصح قول کے مطابق حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کی روشنی میں متمتع کے لئے ایک سعی کافی نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے' اس حدیث میں وہ آگے چل کر کہتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھے اور عمرہ وحج دونوں کر کے حلال ہو' آگے فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ اور صفاء مروہ کا طواف و سعی کر کے حلال ہو گئے' پھر جب وہ حج کر کے منیٰ سے واپس آئے تو دوسرا طواف کیا۔ (بخاری ومسلم)۔

حضرت عائشہؓ کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا حج کے بعد منیٰ سے واپس آ کر انہوں نے دوبارہ طواف کیا تو اس طواف سے مراد اس حدیث کی تفسیر کا سب سے صحیح قول یہی ہے کہ وہ صفا ومروہ کا طواف ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی مراد اس سے طواف افاضہ ہے وہ صحیح نہیں ہے اس لئے کہ طواف افاضہ تو سب کے لئے رکن ہے جسے سبھی کو کرنا ہے۔ اس طواف سے مراد وہ ہے جو متمتع حاجی کے ساتھ خاص ہے یعنی صفا ومروہ کا طواف ہے جو حج کی تکمیل کے بعد منیٰ سے واپسی کے بعد کیا جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسئلہ بالکل واضح ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول بھی ہے۔ اس کی صحت پر عبداللہ بن عباسؓ سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''مہاجرین وانصار اور نبی ﷺ کی ازواج

مطہرات نے حجۃ الوداع میں احرام باندھا اور ہم نے بھی احرام باندھا۔ جب ہم مکہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ بنا لوؒ سوائے ان لوگوں کے جن کے پاس قربانی کا جانور موجود ہو۔ چنانچہ ہم نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا اور ہم اپنی عورتوں کے پاس بھی آئے اور کپڑے بھی پہن لئے۔ آپ نے ان کے بارے میں جن کے پاس جانور تھے فرمایا کہ وہ ایسا نہ کریں کیونکہ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوں گے جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ یعنی منیٰ میں نہ پہنچ جائے۔ آٹھویں ذی الحجہ کی شام کو ہمیں آپ نے حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھیں۔ جب ہم تمام مناسک حج سے فارغ ہو گئے تو مکہ آئے اور بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا......الخ۔

اس تفصیل سے ہمارا مقصود پورا ہو گیا اور متمتع حاجی کے لئے دو مرتبہ سعی کی اس سے پوری وضاحت ہو گئی۔

رہی وہ حدیث جس کو مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے صفا و مروہ کا صرف ایک یعنی پہلا ہی طواف کیا تھا تو یہ ان صحابہ کرام کے بارے میں ہے جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ اپنے احرام میں باقی رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حج و عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہوئے اور نبی ﷺ نے بھی حج و عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا اور جو لوگ قربانی کا جانور لائے تھے ان کو حکم فرمایا کہ وہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھیں اور جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائیں حلال نہ ہوں۔ حج و عمرہ کو اکٹھا کرنے والے پر ایک ہی سعی ہوتی ہے جیسا کہ جابرؓ کی اس حدیث مذکورؒ اور دوسری صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح جس نے صرف حج کا احرام باندھا اور قربانی کے دن تک اپنے احرام میں باقی رہا اس پر بھی ایک ہی سعی ہے لہذا جب قارن اور مفرد طواف قدوم کے بعد سعی کرے تو طواف افاضہ کے بعد کی سعی کے لئے یہ کافی ہو جائے گی۔ اس طرح حضرت عائشہؓ، عبداللہؓ اور حضرت جابرؓ کی حدیث کے درمیان جمع و تطبیق ہو جاتی ہے اور اس سے تعارض بھی دور ہو جاتا ہے اور تمام احادیث پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔

اس جمع و تطبیق کی ایک تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی احادیث صحیحہ نے متمتع کے حق میں دوسری سعی کو ثابت کر دیا اور حضرت جابرؓ کی حدیث کا ظاہر متن اس کی نفی کرتا ہے۔ علم الاصول اور اصطلاح حدیث کے مطابق مثبت، منفی پر مقدم ہوتا ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالی الموفق للصواب ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ۔

فصل

یوم نحر کو پہلے رمی پھر نحر پھر حلق پھر طواف

حاجی کے لئے افضل یہ ہے کہ یوم نحر کو یہ چاروں کام مذکورہ ترتیب کے ساتھ کرے یعنی پہلے جمرۃ العقبہ کی رمی، پھر نحر، پھر حلق یا تقصیر، پھر بیت اللہ کا طواف، اس کے بعد متمتع کے لئے سعی۔ مفرد و قارن بھی اگر طواف قدوم کے ساتھ سعی نہ کئے ہوں تو ان کے لئے بھی سعی ضروری ہے۔ اگر ان چاروں میں سے کسی کو کسی پر مقدم کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ نبی ﷺ سے اس کی رخصت کا ثبوت موجود ہے۔

جب حاجی رمی، حلق اور طواف کر لے تو پوری طرح حلال ہو گیا اگر ان میں سے دو کرے تو

تحلل اول کے حکم میں ہوگا

جن کاموں سے حاجی پورے طور پر حلال ہو جاتا ہے وہ تین ہیں جمرۃ العقبہ کو کنکری مارنا، بال منڈوانا یا کتروانا، اور طواف افاضہ، اور اس کے بعد ان کے لئے سعی جس کا ذکر کیا گیا۔ جب یہ تینوں کام کر لے تو اس کے لئے ہر چیز حلال ہو گئی مثلاً عورت، خوشبو وغیرہ جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ جس نے اس میں سے دو کام کئے تو اس کے لئے عورت کے سوا بقیہ چیزیں حلال ہو جائیں گی اور اسے تحلل اول کہا جاتا ہے۔

حاجی کے لئے زمزم کا پانی پینا اور خوب آسودہ ہونا مستحب ہے۔ زمزم کا پانی پیتے وقت جتنی بھی مفید دعائیں یاد ہوں کرنی چاہئیں۔ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جاتا ہے پوری ہوتی ہے جیسا کہ نبی ﷺ سے مروی ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے زمزم کے پانی کے بارے میں فرمایا: ''وہ غذا ہے''۔ ابوداؤد میں ہے: ''زمزم بیماری کے لئے شفا ہے۔''

منیٰ کے لئے واپسی اور وہاں تین دن کا قیام

طواف افاضہ اور جن پر سعی واجب ہے ان کو سعی کے بعد حجاج کو منیٰ واپس جانا چاہئے جہاں انہیں تین دن اور تین راتیں قیام کرنا چاہئے اور ہر دن آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا چاہئے۔

کنکری مارنے کے آداب کا بیان

کنکری مارنے میں اس ترتیب کا لحاظ کرنا ضروری ہے: پہلے اس جمرہ سے رمی شروع کرنی چاہئے جو مسجد خیف کے قریب ہے۔ اس کو متواتر سات کنکریاں مارنی چاہئے۔ ہر کنکری کے

ساتھ ہاتھ اٹھانا چاہئیے۔مسنون ہے کہ جمرہ سے کچھ پیچھے رہے اوراس کو اپنی بائیں جانب کرے اس طرح کہ قبلہ سامنے ہواوراپنے دونوں ہاتھ اٹھا کرخوب دعا وآہ وزاری کرے پھر پہلے کی طرح دوسرے جمرہ کوکنکری مارے۔مسنون ہے کہ رمی کے بعد تھوڑا سامنے ہٹ جائے اور جمرہ کو داہنی جانب اور قبلہ کو سامنے کرے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر خوب دعا مانگے پھر تیسرے جمرے کوکنکری مارے لیکن وہاں نہ ٹھہرے۔اسی طرح دوسرے دن زوال کے بعد ان تینوں جمرات کوکنکری مارے اور جس طرح پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس پہلے دن دعا کی تھی ویسے ہی دوسرے دن دعا کرے تا کہ نبی ﷺ کی اقتداء پوری ہو۔ایام تشریق کے پہلے دودنوں میں رمی کرنا حج کے واجبات میں سے ہے۔اسی طرح پہلی اوردوسری رات منیٰ میں گزارنا واجب ہے سوائے پانی پلانے والوں اور چرواہوں کے جن کے لئے ضروری نہیں۔

منیٰ میں دودن کی تعجیل جائز ہے لیکن تیسرے دن کی تاخیر افضل ہے

پہلے دودنوں کی رمی کے بعد جو منیٰ سے جلد چلے جانا چاہے'اس کے لئے جائز ہے لیکن اس کو آفتاب ڈوبنے سے پہلے ہی نکل جانا چاہئیے لیکن جو تاخیر کرے وہ تیسری رات بھی گزارے اور تیسرے دن بھی جمرات کوکنکری مارے تو وہ سب سے افضل اور ثواب میں سب سے زیادہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَاذْكُرُوا اللهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ' وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَى} (البقرة:203)

''ان چند دنوں میں اللہ کو یاد کرو۔جوشخص منیٰ میں دودن قیام کر کے واپسی کی جلدی کرتا

ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، نہ اس شخص پر کوئی گناہ ہے جو تاخیر کر کے جائے۔“

تاخیر کرنا اس لئے بھی افضل ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں کو تعجیل کرنے کا حکم تو دیا لیکن خود تعجیل نہیں کی بلکہ منیٰ میں ٹھہر کر ۱۳ تاریخ تک زوال کے بعد جمرات کو کنکری ماری پھر ظہر پڑھنے سے پہلے آپ وہاں سے کوچ کر گئے۔

بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور حاملہ عورتوں کی طرف سے رمی کرنا جائز ہے

چھوٹے بچے جو کنکری نہیں مار سکتے ان کے ولی کے لئے جائز ہے کہ اپنی طرف سے کنکری مارنے کے بعد ان کی طرف سے بھی کنکری مار سکتا ہے۔ اسی طرح چھوٹی بچی جو کنکری نہیں مار سکتی اس کی طرف سے اس کا ولی کنکری مار سکتا ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ”ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہمارے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے ہم نے بچوں کی طرف سے لبیک بھی پکارا اور رمی بھی کی۔“ (ابن ماجہ)

جو شخص اپنی بیماری یا بڑھاپے، یا عورت اپنے حمل کی وجہ سے کنکری نہ مار سکتی ہو وہ اپنی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ} (التغابن 16)

”جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو“

یہ جمرات کے پاس لوگوں کی بھیڑ برداشت نہیں کر سکتے اور رمی کا وقت فوت ہو جائے گا جس کی قضاء مشروع نہیں، اس لئے ان کے لئے جائز ہے کہ کسی کو اپنا وکیل مقرر کر دیں۔ دوسرے مناسک کے برخلاف جن کی ادائیگی کے لئے نیابت جائز نہیں، خواہ اس کا نفلی ہی حج

کیوں نہ ہو اس لئے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا خواہ وہ نفلی سہی لیکن ان کا پورا کرنا ضروری ہے:

{وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ} (البقرۃ196)

''اور حج وعمرہ کو اللہ کیلئے پورا کرو''

طواف وسعی کا زمانہ فوت نہیں ہوتا لیکن رمی کا وقت جو محدود ہے فوت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح عرفہ کا وقوف اور مزدلفہ اور منیٰ میں رات گزارنے کا وقت بھی فوت ہو جاتا ہے کسی معذور کے لئے تکلیف اٹھا کر ان جگہوں میں پہنچ جانا ممکن ہے لیکن رمی کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں۔ نیز معذور کے لئے رمی میں نائب بنانا سلف صالح سے ثابت ہے لیکن دوسرے مناسک کے لئے ثابت نہیں ہے۔ اور عبادات کا دارومدار توقیف (اللہ کی طرف سے خبر دینا) پر ہے۔ لہذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ دلیل کے بغیر کسی چیز کو مشروع کرے۔ نائب کے لئے جائز ہے کہ پہلے اپنی طرف سے رمی کرے پھر اپنے موکل کی طرف سے ایک ہی جگہ کھڑے کھڑے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کو اپنی طرف سے رمی کرے پھر اپنے موکل کی طرف سے دوبارہ سب کو رمی کرے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔ علماء کا سب سے صحیح قول یہی ہے اور اس کے خلاف کرنے میں تکلیف ومشقت بھی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ} (الحج78)

''اور اللہ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں رکھی۔''

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: آسانی کرو سختی مت کرو۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے ایسا

مروی نہیں کہ انھوں نے اپنے بچوں اور کمزوروں کی طرف سے دوبار کیا۔ اگر ایسا کیا ہوتا تو ضرور منقول ہوتا کیونکہ نقل و روایات کے لئے ہمتیں پوری موجود تھیں۔ **واللہ أَعلم بالصواب۔**

متمتع اور قارن پر قربانی واجب ہے

حاجی جب متمتع یا قارن ہو اور وہ مسجد الحرام کا رہنے والا نہ ہو تو اس پر ایک قربانی واجب ہے۔ قربانی ایک بکری یا اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ہے۔

قربانی کا جانور حلال کمائی کا ہونا چاہیئے

ضروری ہے کہ یہ جانور حلال مال اور پاکیزہ کمائی میں سے ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے، پاکیزہ ہی کو قبول کرتا ہے۔ مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ قربانی کے لئے یا غیر قربانی کے لئے ہر طرح کے سوال سے بچے، چاہے بادشاہ یا امراء سے ہی کیوں نہ ہو یہاں تک کہ اللہ اس کے مال میں اتنی آسانی پیدا کر دے کہ وہ اپنے پاس سے قربانی دے لے اور دوسروں کی کمائی سے خود کو بے نیاز کر دے جیسا کہ اکثر احادیث میں سوال کی مذمت اور اس کا عیب بیان کیا گیا ہے اور جو لوگ سوال نہیں کرتے ان کی تعریف کی گئی ہے۔

جس کے پاس جانور نہ ہو وہ تین دن ایام حج میں اور سات دن گھر جا کر روزہ رکھے

اگر متمتع اور قارن جانور ذبح کرنے سے عاجز ہوں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ ایام حج میں تین دن روزہ رکھے اور جب گھر لوٹ جائے تو سات مزید روزے رکھے۔ ان کو اختیار

ہے کہ یہ تینوں روزے یوم نحر سے پہلے ہی رکھ لے یا ایام تشریق کے تینوں دنوں میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ} (البقرة196)

''جس نے حج کا زمانہ آنے تک عمرہ کا فائدہ اٹھایا وہ حسب مقدور جانور ذبح کرے۔ اگر جانور میسر نہ ہوں تو تین روزے حج کے زمانے میں اور سات گھر پہنچ کر۔ اس طرح پورے دس روزے رکھ لے۔ یہ رعایت ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مکہ میں نہ ہوں۔''

صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی صرف اسی کو رخصت دی گئی ہے جو قربانی کا جانور نہ پا سکے۔ یہ حکم نبی ﷺ تک مرفوع ہے۔ افضل یہ ہے کہ یہ تینوں روزے یوم عرفہ سے پہلے ہی رکھ لئے جائیں تاکہ یوم عرفہ کو حاجی روزہ دار نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کا وقوف افطار کی حالت میں کیا تھا۔ اور آپ نے یوم عرفہ کو عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور اس لئے بھی کہ افطار کرنے سے ذکر و دعا میں نشاط حاصل ہوگا۔ ان تینوں دن کا روزہ ایک ساتھ اور الگ الگ دونوں طرح رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح ساتوں دن کے روزے بھی مسلسل رکھنے ضروری نہیں۔ اکٹھے اور متفرق دونوں طرح رکھے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس میں تسلسل کو مشروط نہیں کیا ہے اور نہ اللہ کے

رسول ﷺ نے۔ ان سات روزوں کو گھر جا کر رکھنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَ سَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ} (البقرۃ196)

''اور سات روزے اس وقت رکھو جب تم گھر لوٹ جاؤ۔''

قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کے لئے امراء سے جانور مانگ کر ذبح کرنے کے بجائے روزہ رکھنا افضل ہے۔ اگر کسی شخص کو بغیر مانگے اور نفس کے لالچ کے بغیر قربانی کا جانور یا کچھ اور دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں' خواہ وہ حاجی حج بدل کے لئے آیا ہو بشرطیکہ نائب بنانے والے لوگوں نے اپنے دیئے ہوئے مال میں سے جانور خریدنے کی شرط نہ لگائی ہو۔ رہے وہ لوگ جو حکومت یا دوسروں سے کچھ لوگوں کا نام لے کر جھوٹ موٹ جانور مانگتے ہوں تو بلاشبہ ایسا کرنا حرام اور جھوٹ بول کر حرام کھانے کے برابر ہے۔ **عافانا اللہ والمسلمین من ذلک۔**

حجاج پر امر بالمعروف واجب اور نماز باجماعت کی پابندی ہے

مکہ کے حجاج پر جو چیز واجب ہے' وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اور جماعت کے ساتھ پانچوں وقت نماز کی پابندی ہے۔ جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کی زبان سے دیا ہے۔ اکثر باشندگان مکہ اپنے گھروں میں جو نمازیں پڑھتے ہیں اور مسجدوں کو معطل کر رکھا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی غلطی ہے۔ یہ شریعت کے خلاف ہے جس سے باز آنا ضروری ہے۔

مسجدوں میں نماز کی پابندی کرنے کا حکم اس بنا پر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن مکتوم سے اس وقت فرمایا جب وہ اپنے اندھے پن اور مسجد سے گھر دور ہونے کا عذر لے کر آئے تھے کہ آپ ان کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں تو آپ نے ان سے فرمایا: کیا آپ نماز کی اذان سنتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: تب ضروری ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ”آپ ﷺ نے کہا: میں تمہارے لئے رخصت کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے ارادہ کیا ہے کہ نماز کا حکم دوں جب وہ کھڑی ہو جائے تو کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دوں۔“

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سنن ابن ماجہ میں اسناد حسن کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”جس نے اذان سن لی پھر بھی بلا عذر مسجد میں نہیں آیا تو اس کی نماز نہیں۔“

صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ کل وہ اللہ سے مسلم ہو کر ملے تو اس کو چاہئیے کہ ان پانچوں نمازوں کی پوری حفاظت کرے جب بھی ان کے لئے اذان دی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے لئے ہدایت کے طریقے مشروع فرمائے ہیں اور نمازیں انہیں سنن الہدی میں سے ہیں۔ اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھ لی جس طرح یہ پیچھے رہنے والے اپنے گھر میں پڑھتے ہیں تو تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی

سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص اچھا وضو کرتا ہے پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک گناہ معاف فرماتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ نماز سے پیچھے رہنے والے صرف کھلے ہوئے منافقین ہی ہوتے ہیں ورنہ آدمی اس حالت میں بھی لائے جاتے تھے کہ انہیں دو آدمیوں کے سہارے صف میں لا کر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

حاجی کے لئے معاصی سے اجتناب ضروری ہے

حجاج اور دوسروں پر اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچنا اور ان کے ارتکاب سے دور رہنا ضروری ہے۔ جیسے زنا، لواطت، چوری، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، معاملات میں دھوکہ دینا، امانت میں خیانت کرنا، نشہ آور چیزوں اور سگریٹ کا پینا، کپڑوں کا ٹخنے سے نیچے لٹکانا، تکبر، حسد، ریا کاری، غیبت، چغلی کرنا، مسلمانوں کا مذاق اڑانا، موسیقی کے آلات کا استعمال کرنا جیسے عود، بربط، مزامیر وغیرہ کا سننا، اور ریڈیو وغیرہ آلات طرب کا استعمال کرنا، چوسر، شطرنج، جوا اور لاٹری کا کام کرنا، اور ذی روح آدمیوں کی تصویریں کھینچنا اور اس کام کو پسند کرنا، یہ سب وہ بری باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ و ہر جگہ اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے۔ لہذا ان سے حجاج اور باشندگان حرم کا بچنا دوسروں سے زیادہ ضروری ہے اس لئے کہ اس بلد امین میں ان معاصی کا گناہ زیادہ سخت اور ان کی سزا زیادہ بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَمَنۡ يُرِدۡ فِيهِ بِإِلۡحَادٍۭ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ أَلِيمٍ} (الحج 25)

''اور جو شخص حرم میں الحاد کے ساتھ ظلم کا خواہاں ہو گا ہم اسے عذاب الیم کی سزا

چکھائیں گے۔"

جب اللہ تعالیٰ نے حرم میں الحاد کا ارادہ کرنے والوں کو عذاب الیم کی دھمکی دی ہے تو ان لوگوں کی سزا کا کیا انجام ہوگا جو کر گذریں؟ بلاشبہ یہ انتہائی عظیم اور شدید بات ہوگی۔ لہذا ان تمام معاصی سے بچنا ضروری ہے۔ حاجی کو حج کا ثواب اور گناہوں کی بخشش ان گناہوں اور دوسری حرام باتوں سے بچے بغیر نہیں مل سکتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص حج کرے اور اس میں بے حیائی اور فسق نہ کرے تو اس دن کی طرح ہو کر لوٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے پیدا کیا ہے۔"

ان تمام منکرات میں سب سے زیادہ سخت اور عظیم یہ ہے کہ آدمی مردوں کو پکارے اور ان سے فریاد کرے اور اس امید پر کہ وہ اللہ کے نزدیک اس کی سفارش کر دیں گے یا اس کے بیمار کو اچھا کر دیں گے یا اس کے گم شدہ شخص کو واپس کرا دیں گے اس نیت سے یہ ان کے لئے نذر مانے، ان کے لئے جانور ذبح کرے تو یہ وہی شرک اکبر ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور یہ شرک مشرکین جاہلیت کی دین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے انکار و منع کے لئے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتابوں کو نازل کیا۔ لہذا ہر حاجی اور غیر حاجی کا فرض ہے کہ وہ اس سے بچے، اور اگر پہلے شرک کر چکا ہے تو اس سے توبہ کر کے از سر نو حج کے لئے تیاری کرے کیونکہ شرک تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَلَوْ أَشْرِكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ} (الانعام 88)

"اگر انہوں نے شرک کیا تو ان کے تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے۔"

شرک اصغر کی ایک قسم غیر اللہ کی قسم کھانا بھی ہے جیسے نبی، کعبہ اور ایمان کی قسم کھانا وغیرہ۔

اسی طرح ریا کاری، شہرت اور یہ کہنا کہ ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' اور یہ کہنا کہ ''اگر اللہ اور آپ نہ ہوتے'' یہ اور اس طرح کے تمام شرکیہ منکرات سے بچنا ضروری ہے اور اس کے چھوڑنے کی وصیت کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عمرؓ سے حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کو قسم کھانی ہے وہ اللہ کی قسم کھائے یا چپ رہے۔''

نیز فرمایا:

''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں۔'' (ابوداؤد)

نیز آپ نے فرمایا:

''میں تمہارے بارے میں سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے''۔ آپ سے پوچھا گیا کہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: 'ریا'۔''

نیز آپ نے فرمایا:

''ایسا مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے، بلکہ ایسا کہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے''۔ نسائی نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا: ''اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' آپ نے فرمایا: تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا لیا؟ بلکہ کہو جو اللہ چاہے۔''

یہ تمام احادیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے توحید کی حمایت فرمائی اور اپنی امت کو شرک اکبر اور شرک اصغر سے روکا۔ آپ امت کے ایمان اور اللہ کے عذاب اور غضب

الٰہی کے اسباب سے سلامتی کے بے حد حریص تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آپ نے پیغام الٰہی پہنچایا، امت کو ڈرایا، اور اللہ کے لئے اس کے بندوں کی خیر خواہی کی۔ اللہ آپ پر قیامت تک درود وسلام بھیجتا رہے۔

تمام اہل علم حجاج اور بلد الامین اور مدینۃ الرسول کے مقیمین کا یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کی شریعت لوگوں کو سکھائیں اور شرک ومعاصی وغیرہ جو کچھ اللہ نے ان پر حرام کیا ہے ان سے روکیں اور اسے دلائل کے ساتھ پوری شرح وبسط سے بیان کریں تاکہ لوگوں کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لائیں۔ اس طرح ان پر اللہ نے جو تبلیغ وبیان کا فریضہ واجب کیا ہے اس کو ادا کریں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَاِذْ اَخذَاللہ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُو الْکِتَابَ لَتُبیِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ ولا تَکْتُمُوْ نَهُ} (ال عمران 187)

”اور جب اللہ نے ان سے عہد لیا جن کو کتاب دی گئی تھی کہ تم اس کو لوگوں سے بیان کرو گے اور تم اس کو لوگوں سے چھپاؤ گے نہیں۔“

اس آیت کا مقصود اس امت کے علماء کو ڈرانا ہے کہ وہ حق کے چھپانے کے سلسلے میں ظالم اہل کتاب کے مسلک پر نہ چلیں تاکہ اس کے ذریعہ آخرت کی بجائے دنیا کمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{إنَّ الَّذِینَ یَکْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبِیِّنَاتِ وَالْهُدَی مِنْ بَعْدِ مَا بَیِّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتَابِ أُوْلَئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللہ وَیَلْعَنُهُمُ اللاعِنُونَ إلا الَّذِینَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَیَّنُوا فَأُلئِکَ أَتُوبُ عَلَیْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیمُ} (البقرۃ 160-159)

”بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں وہ دلیلیں اور ہدایت جسے ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد کہ ہم نے اس کو لوگوں سے کتاب میں بیان کر دیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور دوسرے لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور بیان کیا تو انہیں کی توبہ میں قبول کروں گا۔ میں بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔“

بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس بات کو بیان کرتی ہیں کہ اللہ کی طرف دعوت دینا اور بندوں کو اللہ کی طرف راہ دکھانا بہترین نیکی اور اہم ترین فرائض میں سے ہے اور قیامت تک کے لئے یہی انبیاء اور ان کے متبعین کا راستہ بھی ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

{وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ} (فصلت:33)

”اور اس سے بڑھ کر کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور صالح عمل کرے اور کہے کہ بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔“

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے:

{قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ} (یوسف:108)

”کہہ دو یہی ہے میری راہ کہ میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف اور میرے متبعین بھی بصیرت کے ساتھ اور اللہ پاک ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

''جو شخص خیر کی طرف رہنمائی کرے اس کے لئے اس کے کرنے والے کے برابر اجر ہے۔'' (اخرجه مسلم فی صحیحه)

آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا:

''اگر اللہ آپ کے ذریعہ ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ آپ کیلئے سرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔'' (متفق علیہ)

آیات واحادیث اس مضمون کی بہت سی ہیں۔ اہل علم وایمان کو چاہیئے کہ دعوت الی اللہ میں اپنی کوششوں کو اور بھی بڑھا دیں اور اللہ کے بندوں کو نجات کی راہ دکھانے اور ہلاکت کے اسباب سے بچانے میں پوری پوری جدوجہد کریں خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ لوگوں کی خواہشات غالب ہو چکی ہیں اور تباہ کن اسباب وگمراہ کن آثار پھیل چکے ہیں اور داعیان حق کم سے کم تر ہو چکے ہیں اور الحاد واباحیت کے داعیوں کی تعداد بہت بڑھ چکی ہے۔

فاللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔

فصل

حجاج جب تک مکہ میں مقیم رہیں ان کو چاہیئے کہ برابر اللہ کا ذکر، اس کی اطاعت اور عمل صالح کرتے رہیں۔ اور نماز اور بیت اللہ کا طواف کثرت سے کریں کیونکہ حرم کی نیکی کا ثواب چند در چند ہے۔ اسی طرح حرم میں برائی بھی بہت سخت ہوتی ہیں۔ حجاج کو چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے رہیں۔

حائضہ اور نفاس والی عورت کے علاوہ

طواف وداع سب پر واجب ہے

جب حاجی مکہ سے نکلنا چاہیں تو ان پر بیت اللہ کا طواف وداع ضروری ہے تاکہ ان کا آخری وقت بیت اللہ سے ہو کر گزرے سوائے حائضہ اور نفاس والی عورت کے کہ ان دونوں پر طواف وداع نہیں ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

''آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو لیکن آپ نے حائضہ عورت کے لئے اس کی تخفیف فرمائی۔''

جب حاجی بیت اللہ کو وداع کر کے فارغ ہو اور مسجد حرام سے نکلنا چاہے تو سیدھے منہ نکل جائے الٹے پاؤں ہرگز نہ چلے کیونکہ ایسا کرنا نہ تو نبی ﷺ سے منقول ہے نہ آپ کے اصحاب سے بلکہ یہ صریحی بدعت ہے اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری شریعت نہیں تو وہ مردود ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

''بدعات کے کاموں سے بچو اس لئے کہ ہر نئی ایجاد ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر قائم رکھے اور اپنی مخالفت سے ہمیں محفوظ رکھے بے شک وہ بڑا سخی اور بزرگ ہے۔

فصل

مسجد نبوی کی زیارت کا بیان

حج سے پہلے یا اس کے بعد مسجد نبوی کی زیارت مسنون ہے جیسا کہ صحیحین میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز مسجد الحرام کے علاوہ دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے بہتر ہے۔''

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجد کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے سوا۔'' (مسلم)

عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک وقت کی نماز دوسری مسجدوں میں ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے علاوہ اور مسجد الحرام میں ایک وقت کی نماز میری مسجد کی ایک سو نماز سے بہتر ہے''۔ (اخرجہ ابن خزیمہ وابن حبان)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک ہزار نماز سے افضل ہے مسجد الحرام کے سوا اور مسجد الحرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔'' (احمد وابن ماجہ)

اس مضمون کی حدیثیں بکثرت ہیں۔ جب زیارت کرنے والا مسجد نبوی میں پہنچے تو اس کو چاہیئے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنا داہنا پاؤں داخل کرے اور یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔ أَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْم

وَ سُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِی أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

''اللہ کے نام سے اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول پرؐ اللہ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں اور اس کی بزرگ ذات اور قدیم سلطنت کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سےؐ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

یہ ایسے ہی کہے جس طرح دوسری مسجدوں میں داخل ہوتے وقت کہتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کی کوئی مخصوص دعا نہیں ہے۔ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے جس میں اللہ سے دنیا و آخرت کی محبوب چیزیں مانگے۔ اگر یہ دونوں رکعتیں (ریاض الجنّہ) میں پڑھے تو اور افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''یہ میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

نماز کے بعد نبی ﷺ اور آپ کے صاحبین ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبروں کی زیارت کرے اور نبی ﷺ کی قبر کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور دبی آواز کے ساتھ آپ پر اس طرح سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَکَاتُهُ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔''

اگر زیارت کرنے والا اپنے سلام میں یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا نَبِیَّ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا خِيَرَةَ اللهِ مِنْ خَلْقِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ إِمَامَ الْمُتَّقِيْنَ أَشْهَدُ إِنَّکَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ، وَ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَ نَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَ جَاهَدْتَ فِی اللهِ حَقَّ

جِهَادِهِ، تب بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کے اوصاف میں سے ہیں۔ زائر کو چاہیے کہ آپ پر درود بھیجے اور آپ کے لئے دعا کرے جیسا کہ شریعت میں درود و سلام کو جمع کرنے کی مشروعیت ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا} (الاحزاب 56)

''اے ایمان والو! آپ پر درود بھیجو اور سلام۔''

پھر ابوبکر و عمر رضی تعالیٰ عنہما پر سلام بھیجے اور ان دونوں کے لئے دعا کرے۔

عبداللہ بن عمرؓ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر سلام بھیجتے تھے تو اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے: اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يَا أَبَابَكْرٍ، اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ یہ کہہ کر لوٹ جاتے تھے۔

یہ زیارت صرف مردوں کے لئے مشروع ہے، عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت جائز نہیں جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والے اور چراغ جلانے والے پر لعنت فرمائی ہے اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے اور اس میں دعا اور دوسری مسجدوں کی طرح مشروع کام کی نیت سے مدینہ کا قصد کرنا سب کے لئے مشروع ہے جیسا کہ اس سے پہلے اس مضمون کی حدیثیں گزری ہیں۔

زائر کو چاہئے کہ مسجد نبوی میں پانچوں وقت کی نمازیں پڑھے اور اس میں کثرت سے ذکر، دعا اور نفلی نمازوں کا اہتمام کرے اور زیادہ ثواب کمانے کی اس فرصت کو غنیمت سمجھے۔ اسی طرح باغ جنت میں کثرت سے نفلی نماز پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ اس کی فضیلت میں نبی ﷺ کا یہ قول گزر چکا ہے:

''میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

فرض نمازوں کے لئے چاہیئے کہ زائر آگے بڑھے اور جہاں تک ہو سکے پہلی صف میں پابندی سے بیٹھے اگرچہ اگلی صف میں اضافہ وتوسیع ہو جیسا کہ احادیث صحیحہ میں پہلی صف کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ مثلاً آپ کا یہ فرمانا کہ اگر لوگ جان جائیں کہ اذان اور پہلی صف میں کتنا ثواب ہے تو قرعہ اندازی کئے بغیر جگہ نہ پا سکیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں گے۔ (متفق علیہ)

اسی طرح آپ کا یہ فرمانا:

''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو، تمہاری اقتداء تمہارے بعد والے کریں گے، آدمی جب نماز سے پیچھے ہوتا رہتا ہے تو اللہ بھی اس کو پیچھے کر دیتا ہے۔'' (اخرجہ مسلم)

ابوداود نے حضرت عائشہؓ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''آدمی پہلی صف سے برابر پیچھے ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں پیچھے دھکیل دیتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

''ایسی صف کیوں نہیں بناتے جیسی ملائکہ اپنے رب کے پاس بناتے ہیں۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! ملائکہ اپنے رب کے پاس کیسی صف بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اگلی صف پوری کرتے ہیں اور صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (رواہ مسلم)

اس مضمون کی حدیثیں بہت ہیں جو مسجد نبوی اور دوسری مسجدوں کے لئے عام ہیں۔ زیارت مسجد نبوی سے پہلے اور اس کے بعد بھی۔ حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ اپنے

اصحاب کو صف کے داہنی طرف کھڑے ہونے کے لئے ترغیب دیتے تھے اور یہ معلوم ہے کہ پہلی مسجد نبوی میں داہنی صف روضہ کے باہر ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلی صف اور داہنی طرف کی صفوں میں نماز کی پابندی کرنا روضہ میں نماز کی پابندی سے زیادہ افضل ہے۔ جو شخص بھی اس بارے میں وارد احادیث پر غور کرے گا اس کو یہ فرق واضح طور پر معلوم ہو جائے گا۔ واللہ الموفق

کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ آپ کے حجرے کی جالیوں کو چھوئے یا اس کو بوسہ دے یا اس کا طواف کرے، اس لئے کہ یہ سلف صالحین سے منقول نہیں بلکہ وہ بدترین بدعت ہے۔ اسی طرح کسی کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کسی حاجت کو پوری کرنے، یا کسی مصیبت کو دور کرنے یا مریض کو شفا وغیرہ دینے کا سوال کرے کیونکہ یہ سب حاجات صرف اللہ سے مانگی جاتی ہیں۔ ان کا مردوں سے مانگنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اور غیر اللہ کی عبادت ہے۔ اور اسلام دو بنیادوں پر قائم ہے۔ اول یہ کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی جائے، دوسرے یہ کہ عبادت صرف رسول ﷺ کے طریقے پر کی جائے۔ اور **لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** کی شہادت کا مطلب ہی یہی ہے۔

اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شفاعت مانگے۔ اس لئے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے اسی سے مانگنا چاہیئے جیسا کہ اس نے فرمایا:

{قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا} (الزمر:44)

’’کہہ دو ساری شفاعتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔‘‘

البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ اے اللہ! اپنے نبی کو میرا شفیع بنا، اے اللہ! اپنے فرشتوں اور مومن

بندوں کو میرا سفارشی بناؤ اور اے اللہ! میرے فوت شدہ بچوں کو میرا سفارشی بناؤ وغیرہ لیکن مردوں سے کچھ نہیں مانگنا چاہیئے نہ شفاعت نہ دوسری چیز خواہ انبیاء ہوں یا غیر انبیائ۔ اس لئے کہ ایسا کرنا مشروع نہیں۔ میت کا عمل منقطع ہو چکا ہے سوائے اس عمل کے جس کو شارع نے مستثنیٰ کیا ہے۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین طریقوں کے صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرے۔''

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں آپ سے شفاعت کا سوال کرنا جائز تھا اور قیامت کے دن بھی جائز ہوگا کیونکہ آپ کو اس پر قدرت حاصل ہوگی۔ آپ کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ آپ آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شفاعت کے طلبگار کی بابت سوال کریں لیکن دنیا میں تو معلوم ہے کہ آپ کو اس کی طاقت نہیں۔ یہ صرف آپ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایک عام بات ہے آپ کے لئے بھی اور سب کے لئے بھی۔ مسلمان کے لئے یہ تو جائز ہے کہ اپنے بھائی سے کہے کہ میرے رب سے میرے بارے میں ایسی اور ایسی شفاعت کر دو یعنی میرے لئے دعا کر دو۔ جس سے کہا گیا اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرے اور اگر طلب کی ہوئی چیز مباح ہے تو اپنے بھائی کے لئے اس کی سفارش کر دے لیکن قیامت کے دن کوئی شخص بھی کسی کے لئے اللہ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں کر سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ} (البقرة:255)

''کون ہے جو اللہ کے پاس اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔''

رہی موت کی حالت تو وہ ایک مخصوص حالت ہے جس کو انسانوں کی موت سے قبل والی حالت سے ملایا نہیں جا سکتا اور نہ قیامت قائم ہونے کے بعد ہی ملایا جا سکتا ہے کیونکہ میت کا عمل منقطع ہو چکا اور جو کچھ اس نے اب تک کیا وہ اس کا پابند ہے سوائے اس عمل کے جس کو شارع نے مستثنیٰ کیا ہے لیکن مردوں سے شفاعت کا طلب کرنا جس کو شارع نے مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ لہذا اس کو مستثنیٰ عمل سے ملایا نہیں جا سکتا۔

اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں برزخی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی زندگی سے زیادہ کامل ہے لیکن وہ ایسی زندگی نہیں جیسی موت کے قبل تھی اور نہ قیامت کے دن کی زندگی ہے بلکہ قبر کی زندگی ایسی ہے جس کی حقیقت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ حدیث شریف میں آپ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے:

''جو شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ میں میری روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ آپ مردہ ہیں اور آپ کی روح آپ کے جسم سے جدا ہو چکی ہے بس صرف سلام کے وقت آپ پر لوٹائی جاتی ہے اور آپ کی موت کے دلائل قرآن وسنت سے بہت معروف ہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے لیکن یہ موت آپ کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں جیسے شہداء کی موت ان کی حیات برزخی کے لئے مانع نہیں۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے:

{وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ} (ال عمران169)

''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔''

ہم نے اس مسئلہ کو بہت مفصل اس لئے بیان کیا کہ اس کی بڑی ضرورت تھی اور لوگ اس میں بڑے شبہات میں مبتلا ہیں جو شرک کے داعی اور اللہ کے سوا مردوں کی عبادت کا سبب بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں خلاف شرع باتوں سے بچائے۔

زیارت کرنے والے لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس آواز بلند کرتے ہیں اور دیر تک کھڑے رہتے ہیں تو وہ بھی خلاف شرع ہے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی آواز پر لوگوں کی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے اور جس طرح لوگ آپس میں بلند آواز سے باتیں کرتے ہیں اس طرح آپ کے ساتھ کرنے سے منع فرمایا ہے اور لوگوں کو آپ کے پاس نیچی آواز کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ فرمایا:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لا تَشْعُرُونَ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ} (الحجرات:3-2)

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو' کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ

کے لئے خاص کر دیا ہے۔ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔''

آپ کی قبر کے پاس دیر تک کھڑے رہنا اور بار بار آپ پر سلام پڑھنے سے بھیڑ میں اضافہ ہوگا اور آپ کی قبر کے پاس شور وغل بڑھے گا جو ان باتوں کے خلاف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں مشروع کیا اور آپ ﷺ زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں قابل احترام ہیں۔لہذا کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ایسا عمل کرے جو ادب شرع کے خلاف ہے۔ اسی طرح جو زائر آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اور قبر کو سامنے کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو یہ سب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب، ان کے متبعین اور سلف صالحین کے خلاف ہے بلکہ ایجاد کی ہوئی بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''میرے طریقہ کو مضبوط پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑو اور دانتوں سے دبالو اور ایجاد کی ہوئی باتوں سے بچو اس لئے کہ ہر ایجاد کی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔''(ابوداؤد ونسائی باسناد حسن)

آپ کا مزید ارشاد ہے:

''جس شخص نے دین میں ایسا کام ایجاد کیا جو نہیں تھا وہ مردود ہے۔''

علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس دعا کر رہا ہے تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جس کو میرے والد نے اور انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

''میری قبر کو تہوار نہ بنانا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا سلام بھیجنا مجھ تک پہنچتا ہے تم جہاں کہیں رہو۔''(أخرجه الحافظ محمد بن

عبدالواحد المقدسي في كتابه الأحاديث المختارة)

اسی طرح جو زائر آپ پر سلام بھیجتے وقت اپنا داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر سینے پر یا سینے سے نیچے مصلی کی طرح بناتے ہیں تو یہ ہیئت بھی آپ پر سلام کرتے وقت اور نہ ہی کسی بادشاہ اور لیڈر وغیرہ کے اوپر سلام کرتے وقت بنانا جائز ہے کیونکہ یہ ہیئت ذلت وخضوع اور عبادت کی ہے جو اللہ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے اس کو علماء سے نقل کیا ہے۔ اس بارے میں جو بھی غور کرے گا اس کے لئے یہ مسئلہ بالکل واضح اور عیاں ہے بشرطیکہ اس کا مقصد سلف صالح کی اتباع ہو لیکن جس پر تعصب اور خواہش نفس اور اندھی تقلید اور سلف صالح کے طریقہ کی طرف دعوت دینے والوں کے ساتھ بدگمانی غالب ہو تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور اس کے لئے ہدایت مانگتے ہیں اور حق کو تمام چیزوں پر ترجیح دینے کی توفیق مانگتے ہیں۔ إنه سبحانه خير مسئول۔

اسی طرح جو لوگ دور سے قبر شریف کو سامنے کرتے ہیں اور اپنے ہونٹوں کو سلام یا دعا کے لئے ہلاتے ہیں تو یہ سب پچھلی بدعات ہی میں شامل ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دین میں وہ باتیں ایجاد کرے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے۔ وہ ان کاموں کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے محبت اور دوستی کے بجائے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ امام مالکؒ نے اس جیسے عمل کو بہت برا سمجھتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس امت کے آخری لوگوں کی اصلاح بھی انہیں چیزوں سے ہوگی جن سے پہلے لوگوں کی ہوئی تھی۔ سب کو معلوم ہے کہ اس امت کے پہلے لوگوں کو جس چیز نے سدھارا وہ نبی ﷺ اور آپ کے خلفائے راشدین اور آپ کے صحابہ اور تابعین کے طریقہ پر چلنا ہی تھا اور اس امت کے آخری لوگ بھی اس کو مضبوط تھام کر اور اس پر چل کر ہی سدھر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی بات کی توفیق دے جس

میں ان کی سعادت اور دنیا و آخرت میں عزت ہو۔ إِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيمٌ۔

قبر نبوی کی زیارت واجب نہیں

تنبیہ:

قبر نبوی ﷺ کی زیارت حج کے لئے نہ واجب ہے نہ شرط جیسا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے بلکہ جو لوگ مسجد نبوی کی زیارت کریں یا مسجد سے قریب ہوں ان کے لئے مسجد کی زیارت کے ساتھ قبر کی زیارت بھی مستحب ہے لیکن جو لوگ مدینہ منورہ سے دور ہوں ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ قبر نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے مدینہ آئیں۔ البتہ مسجد نبوی کے لئے سفر کر کے آ سکتے ہیں۔ جب مدینہ آ جائیں تو آپ کی قبر اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کی زیارت کریں۔ نبی ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مسجد نبوی کی زیارت کے ضمن میں ہے جیسا کہ صحیحین کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کیا جائے مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔"

اگر رسول اللہ ﷺ یا کسی اور کی قبر کے لئے سفر کرنا جائز ہوتا تو آپ امت کو ضرور بتاتے اور اس کی فضیلت کی طرف ان کی رہنمائی فرماتے، اس لئے کہ آپ سب سے زیادہ لوگوں کے خیر خواہ، سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے اور سب سے زیادہ اللہ سے خوف کھانے والے تھے۔ آپ نے پوری طرح نبوت کا اعلان فرما دیا، امت کو ہر بھلائی بتا دی اور ہر برائی سے ڈرا دیا، کیوں نہ ہو، آپ نے ان تین مسجدوں کے سوا اور کہیں کے لئے سفر کرنے سے روکا اور فرمایا:

"میری قبر کو عید مت بناؤ اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان اور میرے اوپر درود بھیجو تمہارا درود، تم جہاں کہیں بھی رہو مجھ تک پہنچ جائے گا۔"

قبرنبوی کی زیارت کے لئے سفر کرنے کو مشروع کہنا دراصل قبر کو تہوار بنانا ہے اور غلو و مبالغہ آرائی کی جس ممنوع بات سے آپ ڈرتے تھے اسی کا واقع ہو جانا، جیسا کہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہو چکے ہیں محض اس عقیدہ کی وجہ سے ہے کہ لوگ قبر کی زیارت کے لئے سفر کو مشروع سمجھتے ہیں۔

اس باب میں جو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جن کو وہ لوگ جو قبرنبوی کے لئے سفر کو مشروع سمجھتے ہیں وہ سب حدیثیں ضعیف الاسناد بلکہ موضوع ہیں جن کے ضعف پر محدثین کرام جیسے دارقطنی، بیہقی، حافظ ابن حجر وغیرہ نے تنبیہ کی ہے۔ لہذا یہ کسی طرح جائز نہیں کہ ان ضعیف احادیث کو صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کیا جائے جو ان تینوں مساجد کے سوا سفر کی حرمت کو بیان کرتی ہیں۔ آپ حضرات کی معلومات کے لئے ان موضوع احادیث میں سے کچھ کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو پہچان جائیں اور ان سے دھوکا کھانے سے بچ جائیں۔

(۱) جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۲) جس نے میری موت کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

(۳) جس نے ایک ہی سال میں میری اور میرے والد ابراہیم کی زیارت کی میں اللہ کے پاس اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

(۴) جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

یہ اور اس قسم کی حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان تمام احادیث کے طرق موضوع ہیں۔ حافظ عقیلی نے فرمایا: ''اس طرح کی کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے''۔ امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ سب ہی روایات موضوع ہیں۔'' یہ آپ کے علم وحفظ اور اطلاع کے لئے کافی ہے۔ اگر ان میں کوئی چیز ثابت ہوتی تو صحابہ ہم سے پہلے اس پر عمل کرتے امت کو بتاتے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے کیونکہ صحابہؓ انبیاء کے بعد سب سے بہتر لوگ ہیں اور حدود الٰہی کا سب سے زیادہ علم انہیں کو ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جو شریعت بنائی ہے اس کو صحابہؓ ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں اور اللہ و خلق خدا کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں۔ جب ان احادیث کے متعلق ان کی طرف سے کوئی بات منقول نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ سب غیر مشروع ہے۔ اگر کوئی حدیث ان میں سے صحیح بھی ہوتی تو اس کو شرعی زیارت پر محمول کیا جاتا جس سے صرف قبر کے لئے سفر کرنے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس مفہوم سے دونوں احادیث کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مسجد قبا اور بقیع کی زیارت مستحب ہے

مدینہ کی زیارت کرنے والے کے لئے مسجد قبا کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنی مستحب ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ مسجد قبا کی زیارت سواری پر اور پیدل چل کر کرتے تھے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے اپنے گھر وضو کیا پھر مسجد قبا آ کر اس میں نماز پڑھی اس کے لئے ایک عمرہ کا اجر ہو گیا۔'' (احمدؒ نسائیؒ ابن ماجہؒ حاکم)

اسی طرح بقیع اور شہداء کی قبروں اور حمزہؓ کی قبر کی زیارت بھی مسنون ہے۔ نبی ﷺ ان کی زیارت کیا کرتے اور ان کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے آپ کا یہ ارشاد بھی ہے:

''قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔''
(مسلم)

نبی ﷺ صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبروں کی زیارت کریں تو یوں کہیں:

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ (أخرجه مسلم عن حديث سليمان بن بريدة)

''اے مومنو اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔''

ترمذی میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو ان کی طرف رخ کر کے فرمایا:

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالأَثَرِ

''اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ ہم کو اور تم کو بخش دے تم ہم سے پہلے گئے اور ہم تمہارے بعد میں ہیں۔''

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبروں کی شرعی زیارت کا مقصد یہ ہے کہ وہ آخرت کی

یاد دلاتی ہیں۔ اس سے مُردوں کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کے لئے دعا اور رحم کی درخواست کرنے کا موقع ملتا ہے۔

قبروں کے پاس دعا کی نیت سے زیارت کرنا یا وہاں بیٹھنا یا ان سے حاجت روائی یا بیماروں کی شفاء کا سوال کرنا یا ان کی ذات یا ان کے مرتبہ وغیرہ کے واسطہ سے اللہ سے مانگنا تو ایسی زیارت بدعت منکرہ ہے۔ نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس کو مشروع کیا نہ سلف صالح نے اس پر عمل کیا بلکہ یہ ان قبیح باتوں میں سے ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

''قبروں کی زیارت کرو لیکن بدگوئی مت کرو۔''

یہ سارے امور بدعت ہونے میں تو ایک ہیں لیکن سب کے مراتب الگ ہیں۔ کچھ تو بدعت ہیں شرک نہیں ہیں جیسے قبروں کے پاس اللہ سے دعاء کرنا اور میت کے حق اور مرتبہ کے واسطہ سے دعا مانگنا۔ بعض شرک اکبر ہیں جیسے مردوں کو پکارنا ان سے مدد مانگنا وغیرہ۔

ان باتوں کا مفصل بیان اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ لہذا ان سے متنبہ رہنا چاہیئے اور اللہ سے حق کی توفیق اور ہدایت مانگنی چاہیئے۔

''اللہ ہی توفیق ہدایت دینے والا ہے، اس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ رب۔''

والحمد للہ أولاً وآخراً وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ محمد وعلی آلہ وأصحابہ ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین۔